جاپان کا سب سے لمبا دن

ترتیب و تلخیص
ڈاکٹر پرویز پروازی

جاپان کا سب سے لمبا دن

تاریخ و تلخیص

ڈاکٹر پرویز پروازی

مکتبہ سلطان۔ گلبرگ۔ لاہور

نام کتاب : جاپان کا سب سے لمبا دن

مُؤرّد : ڈاکٹر پرویز پروازی

تعداد اشاعت : ایک ہزار

مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ

نصرت آرٹ پریس - ربوہ

مقامِ اشاعت : مکتبہ سلطان ۳۰-۱-بی-۱،

گلبرگ ۲، لاہور

کتابت : نورالدین خوشنویس - ربوہ

اِس کتاب کے جملہ حقوق بُنگے ای شنجو اٹو کیو کے نام اور اُردو ترجمہ کے حقوق بحق مُؤرّد محفوظ ہیں۔

انتساب

اوساکا یونیورسٹی آف فارن سٹڈیز کے نام
جہاں چار سال کے قیام کے دوران مجھے
جاپانی زندگی کو بہت قریب سے دیکھنے
کا موقع ملا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

۸ دسمبر ۱۹۴۱ء کو صبح ساڑھے چھ بجے جاپانی نیوی نے اپنے وطن سے چار ہزار میل کے فاصلہ پر جزائر ہوائی کی بندرگاہ پرل ہاربر پر اچانک حملہ کرکے امریکی نیوی کے چھکے چھڑا دیئے۔ امریکی خواب میں بھی یہ نہیں سوچ سکتے تھے کہ جاپان والے اتنے فاصلہ سے اُن پر اس بری طرح حملہ آور بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ دوسری جنگ عظیم میں جاپان کی مکمل شرکت کی ابتدا تھی۔

ابھی امریکہ بھی جنگ میں شرکت کے بہانے ڈھونڈ رہا تھا، پرل ہاربر کے المیہ نے اسے یہ موقع فراہم کر دیا اور جنگِ عظیم اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ جاپانیوں نے اس طوفانی طریق پر جنوبی ایشیا کی طرف یلغار کی

کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔ ۸؍دسمبر کو تقریباً اسی وقت جاپانیوں نے ہانگ کانگ، فلپائن اور تھائی لینڈ پر حملہ کا آغاز کیا اور دشمن کو روندتے ہوئے تین دن کے اندر اندر زمین، سمندر اور ہوا پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ ۱۱؍دسمبر کو برطانیہ کے شہرۂ آفاق جنگی جہاز پرنس آف ویلز کو ڈبو دیا اور اس طرح سنگاپور اور ملایا پر بحری اور بری برتری حاصل کر لی۔ فلپائن میں جنرل میکارتھر جزیرہ نما باتن میں محصور ہو کر رہ گئے۔ جاپانیوں کو ایسی غیر معمولی کامیابیاں حاصل ہوئیں کہ جنگی مؤرخ آج تک حیران ہیں۔ جنوبی ایشیا میں ۸؍مارچ کو انڈونیشیا کے ڈچ کمانڈر نے ہتھیار ڈالے اور ۸؍مارچ کو ہی رنگون پر جاپانیوں کا قبضہ ہو گیا۔ ۱۱؍مارچ کو جنرل میکارتھر جزیرہ نما باتن سے فرار ہوئے اور یہ جزیرہ بھی جاپانیوں کے قبضہ میں آگیا۔

۱۹۴۱ء اور ۱۹۴۲ء جاپانیوں کے لئے بیش از بیش کامیابیوں کے سال تھے۔ اس کے بعد جنگ کا پھیلاؤ اتنا وسیع ہو گیا کہ شکست کے آثار شروع ہو گئے۔ اس ڈرامہ کا ڈراپ سین ۱۵؍اگست ۱۹۴۵ء کو ہوا جب جاپان نے ایٹمی حملے کی تباہ کاریوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔

کسی بہادر اور جری قوم کے لئے ہتھیار ڈالنا کتنا مشکل مرحلہ ہوتا ہے

اس کا اندازہ ہم پاکستانی بہت اچھی طرح لگا سکتے ہیں اور شاید ہم ہی وہ قوم ہیں جو جاپانیوں کے اس المیہ کی گہرائی اور گیرائی تک پہنچ سکتے ہیں۔

یہ کتاب، کتاب کی صورت میں مرتب ہونے سے قبل فلم کی صورت میں سامنے آئی پھر اس فلم کے مسودہ کو جنگ بحرالکاہل پر ریسرچ کرنے والی سوسائٹی نے تمام و کمال تفصیلات کے ساتھ پہلے جاپانی اور پھر انگریزی میں شائع کیا جس کی تارید و تلخیص قارئین کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

یہ کتاب ایک زندہ قوم کے وقتی اور عارضی زوال کی داستان ہے جس نے زوال کو زوال کی صورت میں قبول نہیں کیا بلکہ عروج کے لئے پہلے زینہ کے طور پر استعمال کیا۔

جاپانیوں کی ثقافتی اور تہذیبی زندگی کی جو جھلکیاں بین السطور موجود ہیں وہ اس عظیم قوم کی عظمت کو سمجھنے میں بہت ممد ثابت ہو سکتی ہیں اور شاید اس کتاب کو اُردو میں منتقل کرنے کا سب سے بڑا محرک یہی ہے۔

میں اپنے جاپانی دوستوں اور رفیقوں پروفیسر ایچی چی، پروفیسر کاگایا، پروفیسر ہاماگوچی، پروفیسر کوگا، پروفیسر کاتاؤکا، پروفیسر سادہ، پروفیسر سوزوکی تاکیشی اور اوساکا میں پاکستان کے اعزازی قنصل جنرل آنریبل موری ہیرو ہیروشی کا بہت

احسان مند ہوں جن کی فراخدلانہ اور آزادانہ رائے زنی نے مجھے جاپانیوں کی اصل رُوح کو سمجھنے کا موقع فراہم کیا۔

مَیں اپنے معمّر اور حوصلہ مند دوست سیشیجیہ کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں، جن کے ساتھ طویل ملاقاتوں نے مجھے جنگِ عظیم دوم میں شرکت کرنے والے جاپانی سپاہیوں کے جذبات کی گہرائی تک پہنچنے کے مواقع فراہم کئے۔ سیشیجیہ جنگِ عظیم دوم میں خود شریک تھے اور جاپان کے آخری کامی کازے سکواڈرن کے رُکن تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ مشیّت کو اُن کی قربانی منظور نہیں تھی ورنہ وہ بھی اوکی ناوا پر آخری کامی کازے حملہ کا شکار ہو گئے ہوتے اور ان کی رُوح بھی یاسوکونی شرائن میں آسودگی کے ساتھ آرام کر رہی ہوتی! اب بھی وہ ہر سال یاسوکونی میں آسودہ رُوحوں کی مُکتی کے لئے دُعا مانگنے جاتے ہیں تو اُن کے چہرے پر راہبانہ سکون پھیلنے لگتا ہے۔

پرویز پروازی
پروفیسر شعبۂ اُردو
اوساکا یونیورسٹی آف فارن سٹڈیز
اوساکا

۱۵ر اگست ۱۹۷۹ء

۱۵ر اگست ۱۹۴۵ء کو دوپہر کے بارہ بجے جاپان میں دو تاریخی واقعات بیک وقت وقوع پذیر ہوئے: جاپان کے لوگوں نے تاریخ میں پہلی بار اپنے شہنشاہ کی آواز سُنی۔ اور اس آواز نے انہیں یہ بتایا کہ جاپان جنگ ہار چکا ہے۔ یہ کتاب شہنشاہ کے نشریہ سے قبل کے چوبیس گھنٹوں کی روداد ہے۔ وہ چوبیس گھنٹے جو جاپان کی تاریخ کے سب سے لمبے گھنٹے تھے، وہ دن جو جاپان کی تاریخ کا سب سے لمبا دن تھا۔ طویل، صبر آزما اور فیصلہ کُن!

۱۹۳۱ء کے معرکۂ مانچوریا کے بل بوتے پر جاپانی فوج مُلک کے سیاہ و سفید پر چھائی ہوئی تھی اور ۱۹۴۵ء میں یعنی پندرہ سال بعد شہنشاہ اور عوام کو یہ یقین ہو چلا تھا کہ جاپان جنگ ہار چلا ہے حکمران کا سب سے

بڑا مسئلہ یہ تھا کہ فوج اِس شکست کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھی کیونکہ فوج والوں کا یقین تھا کہ صرف وہ اور وہی مُلک کی بہبود اور فلاح کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اِس لئے ۱۵ اگست ۱۹۴۵ء کا آخری اور بظاہر مہلک معرکہ خود جاپان کی اندرونی قوتوں کے درمیان ہوا اِس معرکہ کا مرکزی کردار خود شہنشاہ کی ذات تھی اور شہنشاہ ہی اِس آخری معرکہ میں سرخرو ہوئے!

فروری ۱۹۴۲ء میں مارکوئیس کیدو نے جو لارڈ کیپر آف دی پریوی سیل کے منصب جلیلہ پر فائز تھے، امریکہ کی جنگی برتری کو بھانپ لیا تھا اور شہنشاہ کو خفیہ طور پر یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ کسی نہ کسی بہانے جنگ کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ دوسرے لوگ بھی اسی خطرناک نتیجہ پر پہنچے تھے مگر بہت دیر سے! خطرناک نتیجہ اِس لئے کہ فوج اسے خطرناک سمجھتی تھی!

سوئٹزرلینڈ میں امریکی او۔ ایس۔ ایس اداروں کے ذریعہ جنگ کو ختم کرنے کی کوششیں ہو رہی تھیں مگر شہنشاہ اور دوسرے مقتدر لوگوں نے جنگ کے خاتمہ کے لئے رُوس کی خیرسگالی سے بھی کچھ اُمیدیں وابستہ کر رکھی تھیں اور یہ اُمیدیں اُس وقت تک وابستہ رہیں جب تک

رُوس نے جاپان کے خلاف جنگ میں کُودنے کا فیصلہ نہیں کرلیا۔

اُس وقت کے وزیرِ اعظم سوزوکی کانتارو اور جنگ کے معمارِ اوّل جنرل ٹوجو کے مابین بُعد المشرقین تھا۔ جنرل ٹوجو، جو جرمنی کے اشتراک سے دُنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھا کرتے تھے حکومت میں نہیں تھے اور وزارتِ جنگ کی ذمّہ داریاں جنرل انامی کے کندھوں پر تھیں۔ سوزوکی کے وزیرِ خارجہ توگو شیگے نوری اُن لوگوں میں سے تھے جو پوٹسڈم کے اعلامیہ کو قبول کر لینے کے حق میں تھے اگرچہ یہ اعلامیہ جاپانی عوام کے مصائب کا خاتمہ نہیں کر سکتا تھا مگر اس کے اندر حتمی تباہی کے بچاؤ کی ایک صورت ضرور موجود تھی۔

امن پسند اور جنگجُو، دونوں فریق صرف ایک بات پر متّفق تھے کہ شہنشاہ کی ذات جاپان کے ساتھ لازم و ملزوم ہے، اس کے بغیر جاپان کا کوئی تشخّص نہیں، اِس لئے اس تشخّص کو برقرار رکھنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

اِس آخری معرکہ سے بیس دن پہلے تک جاپان کے بھُوکے تھکے ہوئے غربت زدہ مگر حوصلہ مند عوام ہر محاذ پر جنگ میں مصروف تھے اور اُن

کے لئے جنگ زندگی کا حصہ بن چکی تھی جس کے خاتمہ کی کوئی صورت اُن کے سامنے نہیں تھی۔ ہوائی حملے، تباہی اور فلاکت کے علاوہ اُن کے پاس اور کچھ نہیں تھا۔ بلبیویں دن ٹوکیو ریڈیو کے سمندر پار کے شعبہ نے سان فرانسسکو ریڈیو سے پوٹسڈم کے اعلامیہ کی تفصیلات سُنیں۔ یہ اعلامیہ امریکہ اور چین کے صدروں اور برطانیہ اور رُوس کے وزرائے اعظم کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ "جاپان کو جنگ ختم کرنے کا ایک موقعہ دیا جاتا ہے۔" اعلامیہ یہ تھا:

"جاپان کے لئے وقت آگیا ہے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ آیا وہ ان خودسر فوجی مشیروں کے زغے میں رہنا پسند کرتا ہے جن کی غلط اور احمقانہ مہم جوئیوں نے اسے تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے یا عقلمندی سے کام لیتے ہوئے جنگ ختم کرنا چاہتا ہے؟ جنگ کے خاتمہ کے لئے ہماری حتمی شرائط یہ ہیں ان میں اگر مگر اور تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں:

جاپان کے تمام شعبوں سے ان لوگوں کا اثر و نفوذ ہمیشہ

کے لئے ختم کر دیا جائے جنہوں نے عوام کو گمراہ کیا، دھوکا دیا اور دُنیا پر حکمرانی کے خواب دکھائے کیونکہ اس کے بغیر کسی نئے عادلانہ، منصفانہ اور پُرامن نظام کا قیام ممکن نہیں۔

ہم جاپانیوں کو نسلی طور پر غلام بنانے یا جاپان کو قومی طور پر ختم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے مگر جنگی جرائم کے مرتکب افراد اور اُن لوگوں کو جنہوں نے ہمارے قیدیوں سے وحشیانہ سلوک کیا، کیفرِ کردار تک پہنچانا ضروری سمجھتے ہیں۔

ہم جاپانی حکومت سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ جاپانی عوام کے جمہوری رجحانات کو مستحکم بنائے اور اس راہ میں حائل ہونے والی تمام رُکاوٹوں کو دُور کرے۔ آزادیٔ اظہار، آزادیٔ فکر، آزادیٔ مذہب اور بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دے۔

ہم حکومتِ جاپان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جاپان کی تمام مسلح افواج کو غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دینے کا حکم دے اور اس حکم پر شریفانہ عمل درآمد کا اہتمام کرے کیونکہ

"اس کے علاوہ صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ صورت
ہے مکمل اور فوری تباہی۔"

اس نشریہ کو سنتے ہی سب سے پہلے جس شخص نے مثبت ردِّ عمل کا اظہار کیا وہ نائب وزیرِ خارجہ ماتسوموتو شونیچی تھے۔ انہوں نے وزیرِ خارجہ توگو کو مشورہ دیا کہ یہ شرائط قابلِ قبول معلوم ہوتی ہیں ان کو ردّ کرنا بڑی غلطی ہوگی۔ یہ کہہ کر انہوں نے جاپان کی طرف سے قبولیت کا مسودہ بنانا شروع کر دیا تاکہ وہ سوئٹزرلینڈ اور سویڈن میں جاپانی سفارت خانہ کو بھیجا جا سکے۔ وہ مسودہ بنا ہی رہے تھے کہ توگو اُن کے کمرہ میں داخل ہوئے اور بڑی اُداس اور دھیمی آواز میں کہا "ٹھہرو! یہ کام اتنا آسان نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو۔" ایسا معلوم ہوتا تھا اُن کی آواز دُور کہیں پُر اسرار پہاڑوں سے آ رہی ہے۔ "فوج اس اعلامیہ کو اس کی موجودہ صورت میں ہرگز قبول نہیں کرے گی۔"

اگرچہ توگو، محسوس کر رہے تھے کہ اس اعلامیہ کی زبان، اعلانِ قاہرہ کی زبان سے کم سخت ہے کیونکہ اعلانِ قاہرہ میں جاپان کے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈالنے کے الفاظ تھے اور اس اعلامیہ میں مسلح افواج کے

ہتھیار ڈالنے کے الفاظ ہیں۔ ہوسکتا ہے ذرا سی کوشش سے کوئی ایسی صورت نکل آئے جو فوج والوں کے لئے قابلِ قبول ہو۔ اس لئے ایک کوشش اور کی جائے اور اس کے لئے رُوس کی خیر سگالی کے دروازہ پر دستک دی جائے۔ اگرچہ رُوس کے ساتھ تمام بات چیت غیر نتیجہ خیز رہی تھی، جاپان میں روس کے سفیر جاپان کی حمایت کرنے سے انکار کر چکے تھے۔ رُوس شہنشاہ کے خصوصی ایلچی شہزادہ کونوئے کے دَورۂ رُوس کے بارہ میں لیت و لعل کر رہا تھا اور سب پر مستزاد یہ کہ رُوس میں جاپان کے سفیر ساتو ناؤتاکے بار بار یہ کہہ چکے تھے کہ روس سے کسی قسم کی اُمیدیں وابستہ نہ کی جائیں مگر توگو نے (جانتے یا نہ جانتے ہوئے) وزیرِ اعظم سوزوکی کو اس بات پر راضی کر لیا کہ رُوس سے بدکنے کی کوئی وجہ نہیں اس لئے ایک بار اور کوشش کرنے میں کیا حرج ہے۔ توگو شاید یہ نہیں جانتے تھے کہ صدر روزویلٹ اور وزیرِ اعظم چرچل، یالٹا میں ہونے والی خفیہ بات چیت میں وزیرِ اعظم سٹالن کو یہ یقین دلا چکے ہیں کہ اگر روس بھی جنگ میں شریک ہو جائے تو وہ یورپ کی جنگ کے خاتمہ کے دو یا تین مہینے بعد، رُوس کو مشرقِ بعید میں

بہت سی اہم مراعات دیں گے۔

۲۷ جولائی کو صبح ۱۰½ بجے جنگی کمان کی سپریم کونسل کا اجلاس ہُوا، اس میں بھی اعلامیۂ پوٹسڈم اور رُوس کی خیر سگالی زیرِ بحث رہے۔ اس سپریم کونسل میں جاپان کے چھ بڑے شامل تھے — چھ بڑے یعنی وزیرِ اعظم، وزیرِ خارجہ، وزیرِ جنگ، وزیرِ بحریہ، فوج کے چیف آف سٹاف اور نیوی کے چیف آف سٹاف۔ اس میٹنگ میں بھی ٹوگو نے بہت سی مخالفت کے باوجود رُوس کی خیر سگالی سے فائدہ اُٹھانے کی مہلت حاصل کر لی اور اپنے اس تیقّن کا اظہار بھی کر دیا کہ اعلامیہ کی زبان میں جاپان کے غیر مشروط ہتھیار ڈالنے کی بجائے جاپان کی مسلح افواج کے ہتھیار ڈالنے کا ذکر ہے اس لئے اسے قبول کرنا آسان ہے۔ لہٰذا ماسکو سے حتمی جواب آنے تک اس اعلامیہ کا کوئی جواب نہ دینے کا فیصلہ کیا گیا اور یہ فرض کر لیا گیا کہ اعلامیہ میں تاخیر نہ کرنے کے جو الفاظ ہیں وہ دراصل فیصلہ کرنے کی مہلت کے جواز کے طور پر ہیں۔

دوسرا مرحلہ، جاپانی عوام کو اعلامیۂ پوٹسڈم کے بارہ میں آگاہ کرنے

کا تھا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے پچھلے پہر پوری کابینہ کا اجلاس ہُوا۔ اس اجلاس میں بھی ٹوگو پیش پیش رہے۔ ٹوگو کی عمر باسٹھ سال تھی اور وہ انتہائی بدخو، غلط اور دوسروں کی رائے کو حقارت سے دیکھنے کے عادی تھے۔ وزیرِ اعظم سوزوکی ۷۸ کے پیٹے میں تھے، بہرے اور سست الوجود، ڈھلمل یقین، صبح کچھ شام کچھ! اس لئے اُن کی کابینہ کے اجلاس کبھی بھی فیصلہ کن نہیں ہوتے تھے۔

ٹوگو نے یہیں سے بات شروع کی کہ یہ اعلامیہ امن کی بات چیت کرنے کی واحد بنیاد ہے اس لئے اس کے بارہ میں عوام کو بتانا ضروری نہیں۔ وزیرِ بہبود، اوکادا ناداہیکو نے اختلاف کیا اور دلیل یہ دی کہ یہ اعلامیہ ریڈیو سے نشر ہو چکا ہے اور عوام یقیناً اسے سن چکے ہیں اس لئے اسے چھپانا مناسب نہیں۔ تعلقاتِ عامہ کے ڈائرکٹر شمومورا ہیروشی نے وزیرِ بہبود سے اتفاق کیا اور یہ بھی کہا کہ اس اعلامیہ کو چھپانے سے عوام میں بددلی پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔

سب لوگوں کی نظریں وزیرِ جنگ جنرل انامی کورے چیکا پر لگی ہوئی تھیں کیونکہ وہ فوج کے نمائندہ تھے اور مُلک کے طاقتور ترین

انسان سمجھے جاتے تھے، اگرچہ انہیں دبدبہ اور طمطراق میں اپنے پیش رَوؤں سے کوئی نسبت نہیں تھی پھر بھی ۷۵ سالہ جنرل انامی اپنی تیر اندازی اور شمشیر زنی کے ذوق کی بدولت خوب چاق و چوبند تھے اور اپنے جوانوں کی نگاہ میں مقبول اور شفیق باپ کی حیثیت رکھتے تھے ـــــ اور جوان بھی اُن کی قیادت پر اعتماد رکھتے تھے اور خون کے آخری قطرہ تک لڑنے کے لئے تیار بیٹھے تھے ـــــ جنرل انامی نے پوٹسڈم کے اعلامیہ کے بارہ میں صرف اتنا کہا کہ اس کے بارہ میں عوام کو بتا دیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ یہ اعلان بھی کر دیا جائے کہ جاپان کو اس اعلامیہ کی شرائط اور اتحادیوں کے رویّہ سے اختلاف ہے۔ بحریہ اور فوج کے چیفس آف سٹاف نے اُن کی تائید کی۔ آخر کار طے یہ پایا کہ اعلامیہ کے بارہ میں ایک مبہم سا اعلان جاری کر دیا جائے جس میں حکومت کی پالیسی کا کوئی اشارہ بھی موجود نہ ہو۔ اخبارات کو ہدایت کر دی جائے کہ وہ اس خبر کو زیادہ اہمیت نہ دیں اور اعلامیہ کی پُوری شرائط بھی شائع نہ کریں اور کسی صورت میں بھی اسے اداریہ کا موضوع نہ بنائیں۔ حکومت کا ارادہ یہ تھا کہ وقتی طور پر اس اعلامیہ پر توجہ نہ دی جائے۔ جنرل انامی

کے اعتراض کے باوجود وزیر اعظم سوزوکی وزیر خارجہ توگو کے ہمنوا ہے کہ اس اعلامیہ کو 'MOKUSATSU' کیا جائے۔ یہ بدنام زمانہ لفظ اپنے اندر بڑا وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ اس کا مطلب ہے "کسی چیز کو توجہ نہ دے کر اس کو ختم کر دینا"۔ MOKU کا مطلب ہے "خاموش رہنا" اور SATSU کا مطلب ہے "ختم کرنا۔ مار دینا"۔ دونوں الفاظ مل کر وسیع مفہوم ادا کرتے ہیں۔ مشہور کینکیوشا ڈکشنری کے مطابق اس کا مطلب ہے "کسی چیز کو ذرا سی اہمیت بھی نہ دینا"۔ "خاموشی کے ساتھ نفرت کا اظہار کرنا"۔ "بے توجہی کے ساتھ اہمیت گھٹانے کی کوشش کرنا"۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ "عقلمندوں کی طرح خاموشی سے سوچ بچار کرنا"۔ وزیر اعظم سوزوکی کے ذہن میں شاید یہی معنیٰ تھے مگر اگلے روز جب یہ لفظ اخبارات میں شائع ہوا تو عوام نے یہی تاثر لیا کہ حکومت اس اعلامیہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور واشنگٹن، برطانیہ اور یورپ میں بھی اس لفظ کے یہی معنیٰ لئے گئے ـــــ اور امریکہ کے سفارتی حلقوں کا یہ خیال شاید درست ہے کہ اس لفظ نے ہی جاپان کے موقف کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا۔ جاپان کے سب سے بڑے اخبار "آساہی شمبُن" نے اس اعلامیہ کو

کے لئے قطعاً راضی نہیں ہوگی اس لئے رُوس کا سہارا لینا ضروری ہے، اس کے علاوہ کوئی اور صورت بھی نہیں ہے۔

فوج والے رُوس کے ساتھ افہام وتفہیم کے قائل نہیں تھے۔ وسط جون میں جنرل انامی یہ پیش بینی کر چکے تھے کہ جونہی امریکہ جزائرِ جاپان پر حملہ آور ہوگا، رُوس بھی جنگ میں کُود پڑے گا —— اور ہتھیار ڈالنے سے چند دن قبل تک اُن کا یہی خیال تھا کہ اگر جاپان امریکی فوجوں کو جزیرہ کیوشو میں زیادہ دیر تک روکنے میں کامیاب ہو جائے تو امریکہ، برِاعظم ایشیا اور شمالی جاپان پر رُوس کے قبضہ کے امکانات سے خائف ہو کر جنگ ختم کرنے کے لئے زیادہ نرم شرائط پیش کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

نیوی والوں کا خیال تھا کہ اوکی ناوا کی جنگ کے بعد رُوس بھی جاپان پر حملہ کر دے گا اس لئے بھی دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لئے جنگ جاری رہنی چاہیئے۔

دوسری طرف رُوس جاپان کے ساتھ غیر جانبداری کے معاہدہ کی تجدید سے انکار کر چکا تھا اور خیر سگالی کے اظہار میں بھی معنی خیز خاموشی اختیار کئے ہوئے تھا پھر بھی سپریم کونسل اور خود شہنشاہ رُوس کے ساتھ اُمیدیں

وابستہ کئے بیٹھے تھے۔ وقت گزرتا گیا مگر رُوس کا جواب نہ آیا۔

یوں محسوس ہوتا تھا کہ سارے مُلک کی سوچ مفلوج ہو گئی ہے۔

جاپانیوں کو ہمیشہ سے یہی بتایا گیا تھا کہ جاپان نے کبھی کوئی جنگ نہیں ہاری، ہتھیار ڈالنا نہایت بے غیرتی کا کام ہے اور ہتھیار ڈالنے سے بہتر ہے کہ انسان موت کو گلے لگا لے۔ اس لئے جو کچھ ہو رہا تھا، جو کچھ ہونے والا تھا وہ ناممکن تھا۔ ناممکن۔ تمام ناقابلِ تبدیلی اقدار کی نفی!!

جاپانیوں کو سب سے زیادہ کرب انگیز فکر اپنے شہنشاہ کی تھی۔ شہنشاہ کو وہ نہ صرف دیوتائی نسل سے بلکہ خود اُس کی ذات کو دیوتا مانتے تھے اور جاپان کے وجود کو اس کے وجود کے ساتھ لازم وملزوم سمجھتے تھے۔ اگر اتحادی طاقتیں ہتھیار ڈالنے کی شرائط میں یہ صراحت کر دیتیں کہ وہ جاپان کے شہنشاہ کی ذات کو اور شہنشاہیت کے ادارہ کو نقصان نہیں پہنچائیں گی تو شاید فوج کے لئے ہتھیار ڈالنا آسان ہو جاتا اور رُوس کو بھی مانچوریا میں داخل ہونے کا موقع نہ ملتا مگر ایسا نہ ہوا۔

جاپان نے وہی راستہ اختیار کیا جو اُسے نظر آیا —— اگست کے ابتدائی چند دن، انتظار —— کھوکھلے انتظار میں گزرے ——

یہاں تک کہ ۶ اگست کو پہلا جواب آیا۔

۸ بجے ہیروشیما کے راڈار پر دو B-29 طیارے نمودار ہوئے۔ الارم بجا، طیارے بہت بلندی پر چلے گئے۔ ریڈیو والوں نے یہ سمجھا کہ یہ جاسوس طیارے ہیں اس لئے تقریباً دو ڈھائی لاکھ افراد نے پناہ گاہوں میں جانے کی ضرورت محسوس نہیں کی اکثر تو ان طیاروں کی طرف ٹکٹکی لگائے انہیں دیکھتے رہے۔ یکایک اگلے طیارہ کا پیٹ کھلا اس میں سے پیراشوٹ کے ذریعہ کوئی چیز پھینکی گئی۔ اگلے چند لمحوں میں ایک خوفناک تیز روشنی کوندے کی طرح لپکی —— اور پلک جھپکنے میں ۶۴ ہزار افراد لقمۂ اجل بن گئے۔

یہ جاپان کے انتظار کا پہلا جواب تھا۔ روس کی طرف سے نہیں، امریکہ کی طرف سے حتمی تباہی کی پہلی قسط!

دومے نیوز ایجنسی کی پہلی خبر بارہ بجے کے قریب ٹوکیو میں موصول ہوئی مگر اس ہلاکت خیزی کی کچھ دھندلی سی تفصیلات پچھلے پہر گورے نیول یارڈ کی وساطت سے دوسرے آرمی ہیڈ کوارٹر میں پہنچیں۔ ٹوکیو والوں کو صرف اتنا معلوم تھا کہ صرف دو طیاروں کی بمباری سے

بے پناہ نقصان ہوا ہے۔ اگلے روز صبح سویرے لیفٹیننٹ جنرل کاوابے تورا شیرو، وائس چیف آف آرمی جنرل سٹاف کو تفصیلات پہنچیں کہ ہیروشیما صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گیا ہے۔ جنرل کاوابے نے اس خدشہ کا اظہار بھی کیا کہ یہ بم، ایٹم بم بھی ہو سکتا ہے مگر ان کے دفتر کے دیگر افسران کو اس کی صحت میں شبہ تھا مگر یہ شبہ زیادہ دیر قائم نہ رہا کیونکہ واشنگٹن سے آنے والی خبروں نے اس کی ہلاکت خیزی کی تصدیق کر دی:

صدر ٹرومین نے کہا کہ "ہم نے تاریخ کے اس عظیم ترین سائنسی جوئے پر دو ارب ڈالر لگائے اور جیت گئے۔ اگر اس کے باوجود جاپانی ہماری شرائط تسلیم نہیں کریں گے تو انہیں فضا سے تباہی کی ایسی بارش کے لئے تیار رہنا چاہیے جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔"

ٹوکیو والوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ صدر ٹرومین کے الفاظ میں "وہ قوت جو سورج کو توانائی دیتی ہے اب سورج دیوتا کی اولاد اور چڑھتے ہوئے سورج کی دھرتی کو مکمل طور پر گہنا سکتی ہے۔" مگر ٹوکیو

والے اس طنز کی گہرائی تک نہ پہنچے۔ حالات فوری کارروائی کے متقاضی تھے مگر دارالحکومت میں کوئی تیزی طراری نظر نہیں آتی تھی۔

اگلے روز یعنی ۷ اگست کو ساتویں آرمی ڈویژن کی طرف سے پریس ریلیز جاری ہوا کہ "ہیروشیما میں B-29 طیاروں کی بمباری سے بہت نقصان ہوا ہے جس کی تفصیلات کا انتظار ہے۔" اس روز پہلی بار وزیر خارجہ توگو نے کابینہ کو صدر ٹرومین کے الفاظ بتائے مگر کسی خاص ردِ عمل کا اظہار نہ کیا گیا۔

۸ اگست کو توگو نے شہنشاہ کو مشورہ دیا کہ وہ اعلامیہ پوٹسڈم کو فوری طور پر تسلیم کرنے کی کارروائی فرمائیں۔ شہنشاہ نے وزیر خارجہ سے کہا کہ وہ وزیر اعظم کو اس بارہ میں مطلع کر دیں اور بتا دیں کہ "ہم اپنی ذاتی حفاظت کو قومی حفاظت پر مقدم نہیں سمجھتے اس لئے جتنی جلدی ہو سکے ایسے اقدامات اُٹھائے جائیں کہ ہیروشیما والی کہانی دُہرائی نہ جائے۔"

وزیر اعظم نے سپریم وار کونسل کا ہنگامی اجلاس طلب کیا مگر یہ اجلاس اِس لئے ملتوی کرنا پڑا کہ کونسل کے ایک رُکن کسی اور ضروری کام کی وجہ سے دارالحکومت سے باہر تھے۔

فوج منیلا اور اوکی ناوا کے امریکی نشریوں کو بلاک کرنے میں مستعد رہی تاکہ جاپانی عوام کو خوفزدہ ہونے سے بچایا جائے۔ فضا سے امریکی طیاروں نے اشتہار پھینکے "اب بھی وقت ہے کہ جنگ ختم کر دو"۔ مگر فوج والے اپنی اس احمقانہ ضد پر اڑے رہے کہ امریکہ والوں کے لئے ایٹم بم بنانا ناممکن ہے اس لئے ہیروشیما پر جو بم گرایا گیا ہے وہ ایٹمی نہیں ہو سکتا۔ ساتھ ہی ساتھ سوئٹزرلینڈ کے توسط سے امریکہ سے رسمی احتجاج بھی کیا گیا۔

اُسی سہ پہر مالوٹوف نے ماسکو میں جاپانی سفیر کو اپنے مطالعہ کے کمرہ میں طلب کیا اور پیشتر اس کے کہ وہ کوئی رسمی علیک سلیک کرتے چھوٹتے ہی کہا "آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہم کل سے جاپان کے خلاف حالتِ جنگ میں ہیں" ——— اس اعلانِ جنگ کے دو گھنٹے کے اندر روسی فوج مانچوریا میں داخل ہو گئی اور جاپان کی "ناقابلِ تسخیر فوج" کے چھکے چھڑا دیئے۔

جاپانیوں کے نزدیک رُوس کا یہ اعلانِ جنگ غیر قانونی اور غیر اخلاقی تھا کیونکہ جاپان اور روس کا غیر جانبداری کا معاہدہ اپریل ۱۹۴۶ تک

تھا مگر سٹالن اس حملہ کے لئے صدر ٹرومین کے ساتھ ساز باز کر کے جو اثر پیدا کر چکا تھا۔

اب وزیر اعظم سوزوکی کو یقین ہو چلا تھا کہ دو ہی صورتیں باقی رہ گئی ہیں، غیر مشروط شکست یا مکمل تباہی۔

اور یہ بھی محسوس ہونے لگا تھا کہ فوج ہتھیار ڈالنے کی بجائے مکمل تباہی کا راستہ اختیار کرنے پر تلی بیٹھی ہے۔ ۱۹ اگست کو جمعرات کا دن تھا، شدید گرمی اور حبس کی کیفیت تھی۔ توگو کا راستہ ہموار ہو گیا تھا اس لئے وہ ایسے شخص کی طرح مطمئن بیٹھے تھے جیسے صحرا کا مسافر یا نیت کا نپیتا کسی چشمے کے کنارے پہنچ گیا ہو۔ ۸ بجے وہ ٹوکیو کے شمالی حصہ کوشی کا وا میں وزیر اعظم سوزوکی کی رہائش گاہ پر پہنچے اور نسبتاً ترشروئی کے ساتھ اُن سے سپریم وار کونسل کا اجلاس طلب کرنے کا مطالبہ کیا کہ وقت کی نزاکت کو سمجھیں اور جلدی سے جلدی جنگ کے خاتمہ کی صورت پیدا کریں۔ سوزوکی نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنے چیف کیبنٹ سیکرٹری ساکو میزو ہیساتونے کو بلا کر کہا "اچھا! تو جنگ ختم کرنے کی ذمہ داری موجودہ کابینہ کو ہی اُٹھانا پڑے گی ــــ" عام

حالات میں رُوس کی خیر سگالی حاصل نہ کر سکنے کی خفت میں ساری کابینہ کو مستعفی ہو جانا چاہیئے تھا مگر اُس وقت کے حالات متقاضی تھے کہ ایسا نہ ہو۔ سوزوکی جو کچھ جاپان کا بچا سکتے تھے وہ اُنہیں بچانا چاہیئے تھا۔

اس کے بعد توگو، وزیر بحریہ ایڈمرل یونائی کے پاس گئے۔ انہوں نے بھی ان سے اتفاق کیا۔ نیول ہیڈ کوارٹر میں ہی توگو کی ملاقات ہز امپیریل ہائی نس شہزادہ تاکاماتسو سے ہوئی جو نیوی میں کیپٹن تھے۔ توگو نے اُن کو بھی یہی جواب دیا کہ اب صرف ایک ہی صورت ہے اور شاید اسی صورت سے جاپان کی موجودہ ہیئت قائم رہ سکتی ہے اور وہ صورت اعلامیہ پوٹسڈم کو تسلیم کرنے کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

اس دوران جاپان کی ہیئت حکمہ کی علامت، جس کی ذات سے ہی یہ ہیئت کوئی معنی رکھتی ہے، یعنی خود شہنشاہ، لارڈ پریوی سیل، مارکوئیس کیدو کو طلب فرما کر یہ حکم جاری فرما چکے تھے کہ وزیر اعظم سپریم وار کونسل کا اجلاس طلب کرنے کے علاوہ پرانے وزرائے عظام سے

بھی ملاقات کریں اور پھر "تخت" کو مشورہ دیں۔

اس روز یعنی جمعرات ۹ ر اگست کو گیارہ بجے جاپان کے جنوبی جزیرہ کیوشو کے مغربی ساحل پر واقع شہر ناگاساکی پر دوسرا ایٹم بم گرایا گیا۔ اس کے آدھ گھنٹے بعد سپریم وار کونسل کا اجلاس شاہی محل میں شروع ہوا۔ وزیر اعظم سوزوکی نے ہیروشیما میں ایٹم بم کی تباہی اور مانچوریا پر روسی حملہ کا ذکر کر کے کہا ـــــ "اب آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟ میرا خیال ہے ہمیں پوٹسڈم کی شرائط پر جنگ ختم کر دینی چاہیئے۔"

سب لوگ خاموش اور دم بخود بیٹھے رہے!

آخر اس سکوت کو ایڈمرل یونائی نے توڑا۔ ایڈمرل یونائی ہنستے، مسکراتے، خوش مزاج اور خاموش طبع تھے۔ ۱۹۴۰ء میں خود وزیر اعظم رہ چکے تھے۔ جرمنی اور اٹلی سے اتحاد پر اختلاف کی وجہ سے مستعفی ہوئے تھے۔ انہیں وزارت جنگ کے آتش خور فوجی افسروں اور جوانوں کے ہاتھوں ہمیشہ ہی قتل ہونے کا خدشہ لاحق رہتا تھا، وہ بھی توگو اور سوزوکی کی طرح حالات سے پوری طرح باخبر تھے ـــــ انہوں نے کہا "یوں خاموش رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ بولئے!

کیا ہمیں یہ الٹی میٹم پوری شرائط کے ساتھ قبول کر لینا چاہیئے؟ اگر نہیں تو ہماری کیا شرائط ہونی چاہئیں ـــــ ان کا فیصلہ ابھی اور یہیں ہونا چاہیئے!"۔ اس پر کچھ حرکت ہوئی، لوگ بولنا شروع ہوئے اور جلد ہی معلوم ہو گیا کہ اگر جاپان کی موجودہ ہیئت یعنی شہنشاہیت کے برقرار رکھنے کی ضمانت مل جائے تو اس الٹی میٹم کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ تھا اس پر اختلافات کی خلیج بہت وسیع تھی۔ سوزوکی، توگو اور یونائی امپیریل ہیئت کے تحفظ کی ضمانت کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگتے تھے۔ وزیر جنگ جنرل انامی آرمی کے چیف آف سٹاف اُومیزو اور نیوی کے چیف آف سٹاف تویودا کچھ اور شرائط لگانے پر مُصر تھے کہ جاپان پر قابض فوجوں کی کم سے کم تعداد مقرر کی جائے اور جنگی مجرموں پر خود جاپان مقدمہ چلائے، فوجیں خود جاپان کی نگرانی میں ہتھیار ڈالیں وغیرہ۔ در اصل وہ شکست اور ہتھیار ڈالنے کے بنیادی نظریہ کو ہی تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھے اور یہی ان کی ٹریننگ بھی تھی۔ حقیقت سے فرار کی کوئی صورت ان کے سامنے نہیں تھی۔

آرمی چیف آف سٹاف اُومیزو کا خیال تھا کہ ابھی ہم جنگ نہیں ہارے۔ اگر جاپان کی سرزمین پر بھی جنگ ہو تو ہم نہ صرف دشمن کے حملہ کو پسپا کر سکتے ہیں بلکہ اُسے شکست بھی دے سکتے ہیں اور سبق بھی سکھا سکتے ہیں۔ اِس پر ٹوگو نے جواب دیا کہ اگر پہلا حملہ پسپا بھی کر دیا جائے تو دوسرے حملہ کے وقت ہماری طاقت اتنی گھٹ جائے گی کہ ہم اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے اس لئے اب اور ابھی امپیریل ہیئت کے تحفظ کی ضمانت پر ہمیں پوٹسڈم کی شرائط مان لینی چاہئیں۔

ایک بج چکا تھا، ناگاساکی پر بمباری اور مانچوریا پر رُوسی قبضہ کی خبریں پہنچ چکی تھیں مگر اب بھی کوئی فیصلہ نہیں ہُوا تھا۔ تین آراء ایک طرف تھیں، تین دوسری طرف۔ سوزُوکی نے اجلاس سردست برخاست کر دیا اور پچھلے پہر پُوری کابینہ کے اجلاس کے بعد دوبارہ سپریم وار کونسل کا اجلاس طلب کیا۔

اُدھر واشنگٹن میں صدر ٹرومین نے پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ "ہم ایٹمی ہتھیار اُس وقت تک استعمال کرتے رہیں گے

جب تک جاپان کی فوجی قوت کو بالکل ہی کُچل نہیں دیا جاتا ـــــ ہاں جاپان ہتھیار ڈال دے تو اور بات ہے ـــــ!"

تقریباً اسی وقت، جب سپریم وار کونسل کا اجلاس برخاست ہُوا شہنشاہ نے، انفرمیشن بیورو کے ڈائرکٹر شموموراؔ کو دربار میں طلب فرمایا اور دو گھنٹے تک انہیں شرفِ باریابی بخشا، عام طور سے ایسی باریابی زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹے کی ہوتی تھی مگر یہ غیر معمولی باریابی تھی۔ اس کے بعد شموموراؔ نے مسکراتے ہوئے اپنے سیکرٹری کو بتایا کہ "اب ٹھیک ہو گیا ہے شہنشاہ ریڈیو پر قوم سے خطاب فرمائیں گے کہ ہم جنگ چاہتے ہیں یا امن؟"

یعنی پانچ ہزار سالہ تاریخ میں یہ پہلا موقع ہو گا کہ شہنشاہ کی آواز عام جاپانیوں کے کانوں تک پہنچے گی!

کابینہ کا اجلاس ۲½ بجے شروع ہُوا اس میں بھی ٹوگو نے بات شروع کی اور ساری صورتِ حال بتائی۔ مانچوریا کے علاوہ ہیروشیما اور ناگاساکی کے المیہ کی تفصیلات بتائیں۔ نیوی اور جنگ کے وزیروں نے وہی کچھ کہا جو وہ پہلے کہہ چکے تھے۔ ایڈمرل یونائی نے کہا کہ ہم

جنگ ہار چکے ہیں اِس لئے ہمیں اپنا مُنہ بچانے کی فکر نہیں ہونی چاہیئے۔
اِس پر جنرل انامی کھڑے ہوئے اور کہا "مَیں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ ہم جیت گئے ہیں مگر یہ کہنا بہت دُور کی بات ہے کہ ہم جنگ ہار چکے ہیں۔ ہم ہرگز نہیں ہارے۔ ہم دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لئے تیار ہیں اور اس شکست کو فتح میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھیں کہ ہمارے جوان ہتھیار ڈالنے پر ہرگز تیار نہیں ہوں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس سے بڑا جرم اَور کوئی نہیں۔ ہمارے لئے جنگ جاری رکھنے کے علاوہ اَور کوئی چارہ نہیں ہے۔"

زراعت، تجارت، مواصلات اور اسلحہ کے وزراء نے ان سے اختلاف کیا کہ اوکی ناوا ہمارے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ کیوشو پر دشمن کا حملہ (آپریشن اولمپک) شروع ہونے والا ہے۔ عوام کا ناک میں دم ہے۔ موجودہ فصل ۱۹۳۱ء کے بعد سب سے بُری فصل ہے۔ ہوائی حملوں میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے۔ دشمن کے جہاز ساحلی شہروں پر گولہ باری کر رہے ہیں ــــ جاپان جنگ جاری رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

"ہاں! ہاں" جنرل انامی چیخ پا ہو کر چلّائے۔ "آپ لوگ صورتِ حالات کو خوب جانتے ہیں مگر ان دِگرگوں حالات کے باوجود جنگ ہر حالت میں جاری رہے گی۔"

اِس موقعہ پر وزیر داخلہ ایبے گینکی نے مداخلت کی اور کہا کہ "مَیں ہتھیار ڈالنے کے فیصلہ کی صورت میں عوامی نافرمانی کی ضمانت نہیں دے سکتا ــــ" انہوں نے ۲۶ جنوری ۱۹۳۶ء کی اُس بغاوت کا حوالہ بھی دیا جو اس سے پہلے جاپان کی تاریخ میں ہو چکی تھی جب فوج کے کچھ جوانوں اور افسروں نے بہت سوں کو مارنے کے علاوہ وزیرِ اعظم پر قاتلانہ حملہ بھی کیا تھا اور وزیر خزانہ، لارڈ پریوی سیل، گرینڈ چیمبرلین کو زخمی کر دیا تھا۔ وہ آزاد خیال سیاستدانوں کے گروہ کی ریشہ دوانیوں سے شہنشاہ کی ذات کو مامون کرنا چاہتے تھے اور کچھ دیر کے لئے وزارتِ جنگ پر قابض بھی ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ خود شہنشاہ کو مداخلت کرنا پڑی تھی ــــ ہمیں اِس واقعہ کو بھی نہیں بھولنا چاہیئے ــــ ہمیں ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔"

یہاں پر وزیر خارجہ توگو نے سپریم وار کونسل کے اجلاس کی کارروائی کا کچھ حصہ سنایا اور بتایا کہ اگر ہمیں شہنشاہیت کے تحفظ کی ضمانت مل جائے تو پوٹسڈم کی شرائط مان لی جائیں۔ جب وزیراعظم نے ووٹ مانگا تو دو وزراء نے جنرل انامی کا ساتھ دیا کہ ہمیں دوسری شرائط منوانے پر بھی اصرار کرنا چاہیئے۔

۵½ بجے ایک گھنٹہ کا وقفہ کیا گیا۔ ۶½ بجے جب دوبارہ اجلاس شروع ہوا تو صورت حال بدستور تھی۔ دس بجے بھی وہی صورت حال رہی تو وزیراعظم نے اجلاس برخاست کر دیا کیونکہ کابینہ کی روایت یہی تھی کہ تمام فیصلے متفقہ ہونے چاہئیں۔ وزراء نے جھک جھک کر ایک دوسرے سے اجازت لی اور تاریک اور تباہ شدہ دارالحکومت کی گلیوں میں گم ہو گئے۔

سوزوکی اور توگو نے تھوڑی دیر صلاح مشورہ کیا اور اس تباہ کن تعطل کو حل کرنے کے لئے وہ قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں اٹھایا گیا تھا اور قواعد کے سراسر خلاف تھا۔ یہ قدم ایسے ہی تھا جیسے شطرنج کھیلتے ہوئے بادشاہ کو داؤ پر لگا کر

ملکہ کی چال کا راستہ ہموار کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس سے پہلے ایک بار جون ۱۹۴۴ء میں اس وقت کے وزیر خارجہ شیگے متسو ماموروا اور لارڈ پریوی سیل مارکوئیس کیدو ایک موقعہ پر شہنشاہ کی غیر مرئی اور فوق الفطرت قوتوں سے فائدہ اٹھانے کا سوچ چکے تھے۔ سوزوکی اور توگو نے بھی یہی سوچا اور سپریم وار کونسل، کابینہ اور بڑے وزراء عظام کی کونسل کا اجلاس طلب کیا اور شہنشاہ سے درخواست کی کہ وہ اس اجلاس میں بنفس نفیس شرکت فرمائیں اور فیصلہ شہنشاہ پر چھوڑ دیا جائے۔ اس کے لئے دونوں چیفس آف سٹاف سے شہنشاہ کے نام ایک درخواست لکھوائی گئی۔

یہ بہت ہی غیر معمولی اقدام تھا کیونکہ شہنشاہ کے سامنے ہمیشہ ہی متفقہ فیصلے منظوری کے لئے پیش کئے جاتے تھے اور ان کے مقدس ذہن کو فیصلہ کرنے کی زحمت نہیں دی جاتی تھی کہ یہ انتہائی سوء ادب کا مقام تھا۔ اگر کابینہ متفقہ فیصلہ نہیں کر سکتی تھی تو مستعفی ہو جاتی تھی مگر سوزوکی مستعفی نہ ہونے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ وہ جنگ ختم کرنے کی ذمہ داری اٹھانے کے لئے تیار تھے مگر یہ فیصلہ حاصل

کرنے کے لئے انہیں کسی طلسم کی ضرورت تھی۔ وہ طلسم صرف شہنشاہ کے پاس تھا۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا اور صرف ایک ہی ذات کوئی معجزہ دکھا سکتی تھی!

سوزوکی اور توگو دونوں جانتے تھے کہ فوج نے ہمیشہ من مانی کی ہے اور ایسی صورتوں میں ہمیشہ ہی قتل و غارت کا بازار گرم کیا ہے اور اس کے لئے یہی دلیل دی ہے کہ وہ شہنشاہ کی ذات کو غداروں کے نرغہ سے نکالنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔ یہ موقع ایسے لوگوں کے لئے سنہری موقع ہوگا اس لئے بھی وقت ضائع کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

شاہی محل میں پہنچتے ہی شہنشاہ نے دونوں کو دربار میں طلب فرما لیا۔ سوزوکی نے توگو کو ساری صورتِ حال گوش گزار کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد شہنشاہ سے درخواست کی کہ وہ اپنی موجودگی میں سپریم وار کونسل کا اجلاس طلب فرمائیں۔ ہز میجسٹی ذہنی طور پر اس کے لئے تیار تھے اس لئے فوراً منظوری عطا فرما دی ـــ سوزوکی نے سپریم وار کونسل کا فوری اجلاس طلب کرنے کا حکم دیا۔ اس دوران

ہز میجسٹی نے لارڈ پریوی سیل مارکوئیس کیدو کو طلب فرمایا۔ یہ اس ایک دن یعنی ۹ اگست کو مارکوئیس کیدو کی چھٹی طلبی تھی۔ اگر کابینہ مصروف تھی تو شہنشاہ بھی اُن سے کہیں زیادہ مصروف تھے۔

جس شخص کی قسمت میں جاپان کی نجات لکھی گئی تھی وہ عادات کا نہایت سادہ اور طبیعت کا نہایت شرمیلا تھا، پستہ قد، اور عینک لگانے والے، چوالیس سالہ شہنشاہ اپنی تخت نشینی کے دن سے ہی جاپانی اقدار و روایات کے مطابق خاموشی سے حکومت کر رہے تھے۔ وہ دنیا کے دوسرے حکمرانوں کے برعکس ظاہری شان و شوکت اور طمطراق سے بہت دُور تھے۔ اُن کی رعایا کے لئے اُن کا وجود ہی سب کچھ تھا۔ اُن کے لئے جاپان کی ساری معنویت اُن سے یا اُن کے جانشین سے وابستہ تھی۔ اُن کا مقدّس وجود، جاپان کی علّتِ غائی کا حکم رکھتا تھا۔ جنگ کے زمانہ میں وہ اپنی دوسری رعایا کی طرح نہایت ہی سادگی اپنائے ہوئے تھے۔ عام طور پر صبح ۷ بجے اُٹھتے، شیو کرتے اور اس کے بعد اخبار پڑھتے۔ کاشی کودو رو[۱]

---

[۱] یہ عبادت گاہوں کے نام ہیں جو محل کے اندر ہی واقع ہیں۔

یعنی کورانی دن اور شنتدین میں عبادت کرنے کے بعد دلیہ اور ڈبل روٹی کا ناشتہ کرتے اور ۹½ بجے اپنے دفتر پہنچ جاتے۔ جہاں بارہ بجے تک کام کرنے کے بعد دوپہر کا ہلکا سا کھانا کھاتے جو عموماً پکی ہوئی سبزیوں اور شوربے پر مشتمل ہوتا۔ اس کے بعد پھر کام کرتے اور شام کو محل کے باغ میں تھوڑی سی چہل قدمی فرماتے۔ شہنشاہ سگریٹ پیتے نہ شراب اور رات کو بہت جلد سو جاتے!

اس رات ۱۱-۵۰ پہ پناہ گاہ کا دروازہ کھلا اور وہ اپنے دو مددگاروں کے ساتھ اندر داخل ہوئے جہاں انہیں رات ختم ہونے سے پہلے پہلے قوم کی تقدیر کا فیصلہ کرنا تھا۔ سپریم وار کونسل کے ارکان اور دو ایسے مہمان یعنی چیف کیبنٹ سیکرٹری ساکومیزو اور پریوی کونسل کے صدر بیرانوما، جنہیں وزیراعظم نے طلب فرمایا تھا، ایستادہ ہوئے اور جھک کر کورنش بجا لائے۔ سب نہایت احترام سے آنکھیں جھکائے بیٹھے تھے۔ شہنشاہ کچھ تھکے ہوئے سے تھے کیونکہ ابھی ۱۱-۳۷ تک تو وہ مارکوئیس کیدو

سے گفتگو فرما رہے تھے۔ گویا انہیں اپنے ملک کی تقدیر کا فیصلہ کرنے سے پہلے زیادہ سوچ بچار کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔

وہ پناہ گاہ جہاں یہ دربار ہو رہا تھا ۳۰ × ۱۸ فٹ کی تھی۔ اس میں کوئی روشندان نہیں تھا، گرمی اور حبس کے مارے دم گھٹا جا رہا تھا۔ سب لوگ پُرتکلف درباری لباس پہنے ہوئے تھے — اور گرمی سے بچنے کے لئے سفید رومال جھلتے تو بہت عجیب لگتے تھے۔

گیارہ آدمی میز کے گرد بیٹھے تھے۔ چھ ایک طرف اور پانچ ایک طرف۔ بارھواں آدمی درمیانی میز کے پیچھے پردہ کے سامنے، ایک سادہ سی کرسی پہ متمکن ہوا — یہ شہنشاہ تھے!

وزیراعظم نے جو ہز میجسٹی کے بائیں ہاتھ بیٹھے تھے، کھڑے ہو کر چیف کیبنٹ سیکرٹری کو اعلامیہ پوٹسڈم پڑھنے کا حکم دیا چونکہ اس تاریخی دربار اور اس کے بعد کے درباروں کی کوئی روداد نہیں لکھی گئی ہے اس لئے کوئی نہیں جانتا کہ کس نے کیا کہا تھا۔ سب کچھ ہوا میں تحلیل ہو کر تاریخ کا حصہ بن گیا ہے حالانکہ یہ دربار شکست

کے المیہ کا حصہ تھے۔ جو کچھ بھی معلوم ہوا ہے وہ لوگوں کی یادداشتوں سے لیا گیا ہے۔

اعلامیہ پوٹسڈم پڑھے جانے کے بعد وزیراعظم نے شہنشاہ کی ذاتِ گرامی کو اس معاملہ میں اُلجھانے کے "گناہ" پر ہز میجسٹی سے معذرت چاہتے ہوئے تمام صورتِ حالات گوش گزار کی اور کابینہ میں جو تعطل ہوا اس کا ذکر کیا اور وزیرخارجہ کی رائے طلب کی۔ وزیرخارجہ نے اپنے پُرانے دلائل دُہرائے۔ ایڈمرل یونائی نے ان کی تائید کی۔ ان کے بعد جنرل انامی کی باری تھی۔ وہ پیر پٹختے ہوئے اُٹھے اور نہایت زوردار الفاظ میں مگر نہایت احترام کے ساتھ وہی دُہرایا کہ پوٹسڈم کی شرائط ناقابلِ قبول ہیں اور امپیریل ہیئت کے تحفظ کے علاوہ ہمیں دوسرے تحفظات بھی ملنے چاہئیں۔

اب ایڈمرل تویودا کی باری تھی مگر وزیراعظم نے پریوی کونسل کے صدر ہیرانوما کی رائے طلب کی کیونکہ پریوی کونسل ہی جاپان کے خارجہ معاہدوں کی توثیق کرنے کا ادارہ تھا۔ ہیرانوما نے بہت سے سوالات کئے اور یہ رائے قائم کی کہ امپیریل ہیئت کے تحفظ

کے علاوہ دوسرے تحفظات پر گفت و شنید کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایڈمرل تویودا نے بھی جنرل انامی کی طرح جنگ جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ شکست قبول کرنے کی صورت میں وہ نیوی کے جوانوں کے ردِ عمل کے بارہ میں تحفظ دینے سے قاصر ہیں۔

اس کے بعد وزیراعظم سوزوکی کھڑے ہوئے اور ہز میجسٹی سے درخواست کی کہ وہ اپنا فیصلہ صادر فرمائیں۔

شہنشاہ سے کسی معاملہ میں فیصلہ طلب کرنا انتہائی غیر روایتی اقدام تھا اور کمرہ میں بیٹھے ہوئے گیارہ افراد کو شاید وزیراعظم سے اس بات کی توقع بھی نہیں تھی کہ وہ یوں ہز میجسٹی کے مقدس وجود کو فیصلہ کے لئے درمیان میں لا کھڑا کریں گے۔

پُرانے زمانے میں شہنشاہ کے فرمان کو "کونج کی آواز" —— —— سے موسوم کیا جاتا تھا۔ کونج کو شہنشاہی کا علامتی پرندہ سمجھا جاتا تھا کیونکہ کونج ایسا پرندہ ہے جو نظر سے اوجھل بھی ہو تو اس کی آواز دور تک سُنی جا سکتی ہے۔ اب ۱۰ اگست ۱۹۴۵ء کو

رات کے دو بجے آسمانی گونج کی آواز زمین پر گونجنے والی تھی۔

شہنشاہ نے نہایت دھیمی آواز میں فرمایا کہ "جنگ جاری رکھنے سے سوائے تباہی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہم جنگ جاری رکھنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکے ہیں اور ہم خود اپنی سرزمین کی حفاظت کے بارہ میں بھی زیادہ پُرامید نہیں ہیں — اپنی جاپانی فوج کو ہتھیار ڈالتے ہوئے دیکھنا ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہے مگر وقت آگیا ہے کہ ہم اس ناقابلِ برداشت کو بھی برداشت کریں۔"

اب شہنشاہ کے لئے لفظوں میں کسی فرمان کے جاری کرنے کی ضرورت نہیں تھی مگر اس کے باوجود انہوں نے فرمایا کہ "ہم وزیرِ خارجہ سے اتفاق کرتے ہوئے پوٹسڈم کی شرائط تسلیم کرنے کی منظوری دیتے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ آہستگی سے اُٹھے اور واپس تشریف لے گئے۔

کمرہ میں سناٹا تھا، چہروں پر پسینہ اور آنکھوں میں آنسو۔ سوزوکی نے ہولے سے کہا کہ ہز میجسٹی کا فیصلہ اس کونسل کا فیصلہ ہے اور سب لوگوں نے خاموشی سے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

ہتھیار ڈالنے کے فیصلہ کی آخری منظوری کابینہ سے ہونا تھی اس لئے فوری اجلاس طلب کیا گیا اور سب لوگ کابینہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے محل سے روانہ ہو گئے۔

کابینہ میں اس بات کا تو سوال ہی نہیں تھا کہ قبولیت یا عدم قبولیت پر بحث ہوتی نہ زیادہ توجہ شکست قبول کرنے کے لئے مسودہ تیار کرنے پر صرف ہوئی اور تین گھنٹے کے اندر اندر سوئٹزرلینڈ اور سویڈن کو تار دے دیئے گئے:

"جاپانی حکومت اعلامیہ پوٹسڈم مجریہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۵ء کو تسلیم کرتی ہے اور سمجھتی ہے کہ یہ اعلامیہ ہز میجسٹی شہنشاہ جاپان کی حکمرانہ حیثیت کی نفی نہیں کرتا۔"

جاپان کی ۹ اگست کی لمبی رات آخر ختم ہوئی مگر اس سے بھی لمبا دن آنے والا تھا۔

جنرل انامی نے پچھلی رات کی میٹنگ میں وزیرِ اعظم سے سوال کیا تھا کہ فرض کریں، اتحادی ہمیں امپیریل ہیئت کے تحفظ کی ضمانت نہیں دیتے کیا اس صورت میں جنگ جاری رہے گی؟ تو وزیرِ اعظم

نے اثبات میں جواب دیا تھا۔ یہی سوال ایڈمرل یونائی سے ہوا تو ان کا جواب بھی مثبت تھا۔

اگلی صبح یعنی ۱۰ اگست کو جمعہ کے دن جنرل انامی نے وزارتِ جنگ کے چیف آف سیکشن رینک سے اُوپر کے تمام افسران کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا اور اُنہیں رات کے شاہی دربار کے فیصلہ سے آگاہ کیا۔ سب کے چہرے فق ہوگئے۔ اکثر کو یقین نہیں آیا مگر حقیقت بہرحال حقیقت تھی۔ وہ فوج جو مدتوں جاپان کے سیاہ و سفید کی مالک رہی تھی اور اکثر شہنشاہ کے تحفظ کے عذر پر شہنشاہ کی حکم عدولی بھی کرتی رہی تھی اب جاپان کے صفحہ سے ہمیشہ کے لئے مٹنے والی تھی۔

فوجی افسر اس نتیجہ کو جانتے تھے اور بیشتر کا خیال تھا کہ جاپان بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ اور اگر باقی رہا تو اس کی شکل بھی نہ پہچانی جا سکے گی۔

ان کے دلوں میں محبت بھی تھی نفرت بھی! خوف بھی تھا سراسیمگی بھی! شکست کی خوفناکی بھی تھی اور بے عزتی کی ہولناکی بھی! مگر شہنشاہ کے ساتھ وفاداری اُن کی گھٹی میں پڑی تھی۔ وہ جو کچھ بھی کرتے

اسی وفاداری کی خاطر کرتے تھے —— اور بعض افسران وفاداری کی اِس تعریف کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے جو صورت جنرل انامی نے اُن کے سامنے پیش کی تھی!

مگر جنرل انامی نے مضبوط اور حوصلہ مند آواز میں سب پر واضح کر دیا کہ "ہم لڑیں یا نہ لڑیں، جیتیں یا نہ جیتیں ہمیں بہرحال شہنشاہ کے اس حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ اب جنگ کا انحصار دشمن کے جواب پر ہے۔ جو بھی صورتِ حال ہو، یاد رکھو تم سپاہی ہو اور تمہیں حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے اور فوجی نظم و ضبط کا ثبوت دینا چاہیئے۔ موجودہ صورتِ حال میں کسی ایک جوان یا افسر کی غیر ذمہ دارانہ حرکت جاپان کو تباہ کر سکتی ہے۔"

اس پر ایک نوجوان افسر کھڑا ہوا اور کہا "جنرل! کیا آپ واقعی ہتھیار ڈالنے کی سوچ رہے ہیں؟"

سب لوگ سُن ہوگئے اور کمرہ میں مہر بلب خاموشی چھا گئی۔ جنرل انامی نے اپنی چھڑی میز پر ماری اور توپ کی طرح گرجے "جو شخص بھی میرے حکم کی تعمیل نہیں کرے گا وہ میری لاش پر سے

گزر کر ایسا کر سکے گا۔"

جاپان اور امریکہ کے اوقات میں تیرہ گھنٹہ کا فرق ہے اِس لئے تقریباً اُسی وقت اور اُسی دن صدر ٹرومین نے وہائٹ ہاؤس میں ایک کانفرنس بُلائی اور اس میں جاپان کے ہتھیار ڈالنے کی اس خبر پر غور و فکر شروع کیا جو ٹوکیو ریڈیو سے براہِ راست امریکہ کو نشر کی گئی تھی۔ اس کانفرنس میں امریکہ کے وزیر خارجہ، وزیر جنگ، وزیر بحریہ اور صدر کے ذاتی سٹاف نے شرکت کی۔

صدر یہ جاننا چاہتے تھے کہ آیا جاپان کی قبولیت غیر مشروط ہے یا نہیں؟ زیادہ توجہ اسی حصہ پر تھی جسے ہیرانوما نے خاص توجہ سے مرتب کر کے پیغام میں شامل کیا تھا کہ "حکومتِ جاپان یہ سمجھتی ہے کہ یہ اعلامیہ شہنشاہ کی حکمرانہ حیثیت کی نفی نہیں کرتا۔" صدر نے مسٹر سٹمسن، وزیر جنگ کی رائے طلب کی تو انہوں نے کہا کہ ان کے خیال میں شہنشاہ کا وجود نہ صرف جاپان کے لئے ضروری ہے بلکہ ہتھیار ڈالنے کے عمل میں بہت سہولتیں پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ وزیر بحریہ اور صدر کے ذاتی مشیر ایڈمرل ولیم ڈی لیہی بھی ان سے

متفق تھے۔ مگر وزیر خارجہ مسٹر جیمس ایف برنس کو خدشہ تھا کہ مسٹر چرچل اور صدر روزویلٹ نے غیر مشروط کی جو شرط لگائی تھی شاید اس کے تقاضے پُورے نہیں ہوتے اِس لئے برطانیہ اور چین سے مشورہ کئے بغیر اسے تسلیم نہ کیا جائے۔ فیصلہ ہُوا کہ جاپان کا باقاعدہ جواب آنے تک اس بارہ میں کچھ نہ کیا جائے۔

اس صبح ٹوکیو پر بے پناہ بمباری کی گئی۔ سینکڑوں 29-B طیاروں نے ٹوکیو اور دوسرے شہروں پر آتش گیر بموں کی بارش برسا دی۔ گزشتہ کچھ روز سے بمباری کی مقدار میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ لاکھوں لوگ بے گھر ہو گئے تھے جن کے پاس کھانے کو کچھ تھا، نہ رہنے کی جگہ تھی نہ پہننے کو کپڑا۔ اور لاکھوں تو ان ضرورتوں سے ہی بے نیاز ہو گئے تھے۔ عوام کی قوتِ برداشت بھی اپنے آخری نقطہ پر پہنچی ہوئی تھی۔ بے پناہ گرمی اور حبس کی کیفیت اس پر مستزاد۔ حکومت تو جواب کا انتظار کر رہی تھی مگر عوام کو اس بات کا علم بھی نہیں تھا کہ ان کی حکومت نے صرف ایک شرط کے ساتھ پوٹسڈم کی شرائط کو قبول کر لیا ہے مگر وہ کسی غیر معمولی اقدام کے منتظر

ضرور تھے۔ اسی طرح روسی حملہ کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی تھی جس نے روس کی خیر سگالی کا بھی بھرم کھول دیا تھا اور انہیں پہلی بار یہ معلوم ہوا تھا کہ جاپان کی حکومت روس سے غیر جانبداری کے معاہدہ کے تحت کچھ خیر سگالی کی اُمیدیں بھی رکھتی تھی۔ گویا ایک یا دو راز کی باتیں بھی کھل گئی تھیں ـــــ مگر سب سے بڑا راز ابھی تک راز ہی تھا۔ فوج نے عوام کو ہمیشہ ہی اندھیرے میں رکھا تھا اس لئے اصل راز کے افشاء ہونے پر بہت ہی دھماکہ خیز صورت پیدا ہونے کا خدشہ تھا۔ اس سلسلہ میں دس تاریخ کو دو اجلاس ہوئے۔ ایک کابینہ کا اور دوسرا جوشین یعنی پرانے وزراء عظام کی مشاورتی کونسل کا۔ وہی بے یقینی اور اختلاف رائے کی کیفیت یہاں بھی رہی کہ اگر اتحادیوں نے یہ شرط تسلیم نہ کی تو کیا صورت ہو گی۔ عوام کو اس سلسلہ میں ذہنی طور پر تیار کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ جنگ یا امن دونوں صورتوں کے بارہ میں عوام کو کچھ بتانا چاہیے یا نہیں؟ مگر کابینہ کا فیصلہ یہی ہوا کہ فی الوقت خاموشی ہی قرینِ مصلحت ہے۔ انفرمیشن بیورو کے ڈائرکٹر کو

ایک مبہم سا اعلان جاری کرنے کی ہدایت کی گئی جس سے صرف اتنا مترشح ہو کہ حکومت بہت جلد کوئی اہم قدم اُٹھانے والی ہے۔ یہ اعلان ڈائرکٹر انفرمیشن بیورو نے تیار کیا۔ وزیر خارجہ اور ایڈمرل یونائی نے اسے دیکھا اور جنرل انامی نے اس پر خاص طور سے نگاہ ڈالی اور وہ ٹوکیو ریڈیو کو پچھلے پہر کی خبروں میں نشر کرنے کے لئے بھیج دیا گیا۔

تقریباً اسی وقت، کابینہ کے علم کے بغیر کسی اور جگہ پر ایک اور اعلان تیار ہو رہا تھا صبح جب جنرل انامی افسروں سے خطاب کر رہے تھے تو اُس وقت بجٹ برانچ کے لیفٹیننٹ کرنل انابا مساؤ خصوصی توجہ کے ساتھ کچھ اور سوچ رہے تھے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ جب تک فوج ہتھیار نہ ڈال دے جنگ کو اسی شدت اور قوت سے جاری رہنا چاہیے۔ کرنل انابا نے جنرل انامی سے سرسری طور پر اس کی منظوری لی اور اس قسم کا اعلان لکھنے بیٹھ گیا۔ یہ مسودہ اس نے نائب وزیر جنگ کے علاوہ کچھ اور افسروں کو بھی دکھایا۔ ان افسروں میں ملٹری افیئرز سیکشن کے کرنل اراؤ اوکیتسوگو بھی تھے۔

یہ مسودہ وزیرِ جنگ کے پاس بھی جانا چاہیئے تھا مگر وہ کابینہ کے اجلاس میں مصروف تھے اس لئے کرنل اراؤ یہ مسودہ لے کر جنرل انامی کی سرکاری رہائش گاہ پر گئے۔ کرنل اراؤ کے جانے کے تھوڑی دیر بعد جنرل انامی کے سالے لیفٹیننٹ کرنل تاکے شیتا ماسا ہیکو، اعلان لینے کے لئے وزارتِ جنگ میں آئے تاکہ ۷ بجے کی نشریات میں نشر کیا جا سکے۔ چونکہ کرنل اراؤ اصل مسودہ لے کر جا چکے تھے۔ کرنل اناہا نے اپنی یادداشت سے پرانے مسودہ کو ٹھیک ٹھاک کر کے تاکے شیتا کے حوالے کر دیا۔

جب انفارمیشن بیورو کے ڈائرکٹر شمومورا ہیروشی اپنے ہیڈکوارٹر پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ فوج نے جنرل انامی کے نام سے کوئی فرمان جاری کیا ہے جس کا شام کی نشریات میں نشر ہونا ضروری ہے۔ شمومورا نے جنرل انامی کو ٹیلیفون کیا، شمومورا کو اندازہ ہو گیا کہ جنرل انامی اِس فرمان کے بارہ میں بالکل ہی نہیں جانتے یا جانتے ہیں تو بہت کم۔ اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا کہ نوجوان افسروں کا دباؤ بڑھ رہا ہے اور اگر یہ فرمان نشر نہ کیا گیا تو جنرل انامی کے

قتل ہو جانے کا خدشہ ہے۔

واشنگٹن میں وزارتِ جنگ اور وزارتِ خارجہ دونوں جاپان کے لئے جواب تیار کر رہے تھے۔ وزارتِ خارجہ کا مسودہ منظور ہوا اور صدر نے اس کی توثیق کر دی۔ دوسرا پیراگراف جاپان کے امپیریل ہیئت کے تحفظ کے جواب میں تھا:

"ہتھیار ڈالنے کے بعد سے شہنشاہ اور جاپانی حکومت کا اختیارِ حکومت، اتحادی فوجوں کے سپریم کمانڈر کے تابع ہوگا جو ہتھیار ڈالنے کی شرائط پر عمل درآمد کے لئے مناسب اقدامات کریں گے۔"

اگلا پیراگراف تھا:۔

"شہنشاہ اور جاپانی ہائی کمان کو ہتھیار ڈالنے کی شرائط پر دستخط کرنا ہوں گے۔"

اس مسودہ کی نقول لندن، ماسکو اور چنگ کنگ بھجوا دی گئیں۔

شام ۷ بجے کی نشریات میں جاپانیوں نے دو اعلان سُنے۔

پہلا اعلان وزیرِ جنگ جنرل انامی کا تھا۔

"ہمارے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اُس وقت تک جنگ جاری رکھیں جب تک ہمیں مکمّل فتح حاصل نہیں ہو جاتی۔ ہمیں جنگ جاری رکھنا ہو گی خواہ ہمیں گھاس کھانی پڑے، خاک پھانکنی پڑے اور کھیتوں میں رہنا پڑے۔ کیونکہ ہماری موت ہی ہمارے مُلک کی زندگی ہے۔ ہمارے دیومالائی تاریخی ہیرو کوسُونوکی نے سات زندگیاں اپنے مُلک پر قربان کرنے کا عہد کیا تھا اور ہم اُس سے کم نہیں ہیں۔ ۔ ۔ ۔"

کابینہ کا اعلان اتنا زیادہ کُھلا کُھلا اور صاف نہیں تھا مگر اس میں بھی نئے بموں اور تباہ کاریوں کے بیان کے بعد کہا گیا تھا:

"ہماری مسلّح افواج یقیناً دشمن کے حملہ کو پسپا کرنے میں کامیاب ہوں گی مگر ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ صورتِ حال اُمید افزا نہیں ہے۔ حکومت مادرِ وطن کی حفاظت اور مُلک کے وقار کو قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن اقدام

کر رہی ہے مگر دس کروڑ جاپانیوں سے بھی اُمید رکھتی ہے کہ وہ صورتِ حالات کا مقابلہ کرنے اور اپنے مخصوص نظام کو قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کے لئے تیار رہیں اور ہر مشکل پر قابو پانے کے لئے مستعد ہوں۔"

اسی سہ پہر ایک اور نشریہ بھی ہُوا۔ فوج کے خوف اور سنسر کی پابندیوں اور اس صورتِ حال کے خلاف نوجوان افسروں کی بغاوت کے ڈر کی وجہ سے وزارتِ خارجہ جنرل انامی کے فرمان کو تو نہ روک سکی مگر اس نے دومے نیوز ایجنسی کو خفیہ الفاظ میں پوٹسڈم کی شرائط تسلیم کرنے کے فیصلہ کو جاری کرنے کا اختیار دے دیا۔ تاکہ تیسرے ایٹم بم کو روکا جا سکے جس کے بارہ میں عام طور پر مشہور تھا کہ ۱۲ر اگست کو ٹوکیو پر گرایا جانے والا ہے۔ وزارتِ خارجہ یہ سمجھتی تھی کہ اس خبر کے غیر مُلکی پریس میں چھپنے سے وہاں کی حکومتیں جاپان کی واحد شرط یعنی امپیریل ہیئت کے تحفظ کے لئے اتحادیوں پر دباؤ ڈال سکیں گی۔

جب فوج کو اس نشریہ کا علم ہُوا تو وہ بہت سیخ پا ہوئی۔

مگر وزارتِ خارجہ کا جواب یہ تھا کہ جب شہنشاہ خود اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں تو اس کے نشر کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا اور فوج کو اعتراض کا حق نہیں پہنچتا۔ مگر فوج اعتراض کر سکتی تھی اور اس نے اس کے خلاف مناسب کارروائی کا فیصلہ بھی کر لیا تھا۔

برطانیہ نے واشنگٹن کے مسودہ کو ایک ترمیم کے ساتھ قبول کر لیا۔ اٹیلی، بیون اور چرچل سب متفق تھے کہ شہنشاہ کو ہتھیار ڈالنے کے کاغذ پر دستخط کرنے کے لئے کہنا انتہائی ناشائستہ مطالبہ ہے اس لئے یوں ہونا چاہیئے کہ:

"شہنشاہ، حکومتِ جاپان اور جاپان کی مسلح افواج
کو ہتھیار ڈالنے کا اختیار اور حکم دیں گے۔"

واشنگٹن نے اس پر صاد کر دیا۔

ماسکو والوں نے جواب میں کچھ تاخیر کی۔ شاید وہ جنگ کو کچھ عرصہ تک جاری رکھنا چاہتے تھے۔ جب جواب آیا بھی تو وہ غیر تسلی بخش تھا۔ مالوٹوف نے روسی اور امریکی سپریم کمانڈروں سے ملنے کی خواہش بھی کی۔ امریکی سفیر ایورل۔ ایچ ہیری من نے جواب

دیا کہ یہ ناممکن ہے۔ تھوڑی سی بحث و تمحیص کے بعد روس نے بھی منظوری دے دی۔ چین سے پہلے ہی منظوری آ چکی تھی۔

ہفتہ، ۱۱ اگست کی صبح تک امریکہ، سوئٹزرلینڈ کے توسط سے جاپان کو جواب بھیجنے کی تیاریاں مکمل کر چکا تھا۔ سٹمسن اور فارسٹل دونوں بمباری کو ختم کر دینے کے حق میں تھے مگر صدر ٹرومین کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے جاپانی کچھ نئی شرائط سامنے لے آئیں گے اس لئے انہوں نے بمباری میں اور تیزی اور تندی پیدا کرنے کا حکم دیا۔

ہفتہ کی صبح، یعنی امریکہ سے تیرہ گھنٹے پہلے، جاپان کے شہریوں نے اخبارات میں دو متضاد بیانات پڑھے۔ ایک جنرل انامی کا فرمان اور دوسرا کابینہ کا اعلان۔ دونوں اعلانات کا موازنہ کرنے سے انہیں شاید کچھ کچھ اندازہ ہوا ہوگا مگر اکثر لوگ نہیں جانتے تھے کہ ان کی حکومت اعلامیہ پوٹسڈم کو صرف ایک شرط پر قبول کر چکی ہے۔ دفترِ خارجہ کے افسر کھازیے توشی کازو نے اس صبح کے بارہ میں بعد میں لکھا کہ "مجھ پر اس سے زیادہ اذیت ناک وقت کبھی نہیں گزرا"۔۔۔ اور شاید یہی کیفیت اکثر لوگوں کی تھی۔ اُدھر امریکی وزیر

خارجہ مسٹر برنس نے بھی یہی کچھ محسوس کیا کہ :-

"مَیں نے وقت کو کبھی اتنی سُستی سے رینگتے نہیں دیکھا"

مگر مسٹر برنس کی کیفیت، مسٹر کھانرے کی کیفیت سے نصف دن بعد کی تھی۔ اس وقت تک امریکہ جاپان کو جواب بھیج چکا تھا۔

اس دوران جاپان عجیب گومگو کے عالم میں تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ حالتِ جنگ میں ہے یا حالتِ امن میں؟ اسے اپنی راکھ سے دوبارہ زندہ ہونا ہے یا آخری لمحہ تک مقابلہ کرنا ہے؟ اور مقابلہ بھی اُس فوج سے جو اُس سے کہیں زیادہ اور طاقتور ہے ——
اس کے رہنما بھی عجیب ضغطہ میں تھے۔

شہنشاہ کے دو چھوٹے بھائی بھی مسلح افواج میں تھے۔ شہزادہ تاکاماتسو نیوی میں، شہزادہ میکاسا فوج میں۔ شہزادہ تاکاماتسو نے وزیرِ خارجہ کو اپنے گھر طلب کیا اور اُن سے ساری تفصیلات سُنیں۔ شہزادہ میکاسا کے پاس کچھ فوجی افسر آئے اور جنگ جاری رکھنے کے حق میں اُنہیں ہموار کرنے کی کوشش کی۔ شہزادہ میکاسا نے بھی توگو سے کچھ معلومات مانگیں جو اُنہیں دے دی گئیں —— توگو مارکوئیس کیدو

سے بھی ملے۔ اسی طرح وزیراعظم سوزوکی اور انفرمیشن بیورو کے ڈائرکٹر کاشمومورا بھی مصروف رہے۔

شہنشاہ نے جنرل انامی کو طلب فرمایا اور انہیں اس فرمان پر سرزنش کی۔ جنرل انامی نے یہ بہانہ پیش کیا کہ فوج کو آخری وقت تک لڑنا ہی چاہیئے اس لئے اُن کے مورال کے لئے یہ ضروری تھا۔ کابینے نے بھی جنرل انامی سے یہی سوال کیا اور جنرل نے یہی جواب اُن کو دیا۔

اچی گایا میں وزارتِ جنگ کے ایک مورچہ میں کچھ فوجی افسروں کا ایک اجلاس ہوا جس میں امن پسندوں کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ وزیراعظم سوزوکی، وزیرخارجہ توگو اور مارکوئیس کیدو کو قتل کرنے کے لئے چُنا گیا۔ اس کے ساتھ ہی شاہی محل پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بھی بنایا گیا تاکہ شہنشاہ کو "بچایا" جا سکے ——

لیفٹیننٹ کرنل تاکے شیتا نے جو اس میٹنگ کی صدارت کر رہے تھے دوسروں کو یقین دلا دیا تھا کہ ان کے بہنوئی اور وزیرِ جنگ جنرل انامی اُن کے ساتھ پورا تعاون کریں گے۔ بڑی پچھلی

پھنس گئی تو چھوٹی مچھلیاں خود بخود پھنس جائیں گی۔ شاہی محل کی حفاظتی فوج کے کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل موری تاکیشی اگر شامل ہونے سے انکار کریں گے تو انہیں بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔

اس میٹنگ میں جو افسر موجود تھے ان میں جنرل انامی کا فرمان جاری کرنے والے کرنل انابا بھی تھے اور میجر ہاتانا کا کینجی بھی تھے جو بعد میں زیادہ نمایاں ہوئے۔ ان افسروں کا خیال تھا کہ اس بغاوت کے ناکام ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اگرچہ اس وقت بغاوت ہے بعد میں خود بخود انقلاب کا نام اسے مل جائے گا۔ اس وقت جاپان اور جاپانی فوج کی عزت بچانا زیادہ ضروری ہے رہے عوام تو وہ کچھ دیر اور اس کرب کو برداشت کر سکتے ہیں!

مارکوئیس کیڈو کو عوام اور فوج دونوں کی طرف سے بغاوت کا خطرہ نظر آتا تھا اس لئے ان کا خیال تھا کہ شہنشاہ کو ہتھیار ڈالنے کا اعلان خود کرنا چاہیے۔ اور شہنشاہ اس سلسلہ میں پہلے ہی حامی بھر چکے تھے۔

سب کو جواب کا انتظار تھا۔ کچھ کا خیال تھا کہ شاید جواب سے

کوئی ایسی صورت پیدا ہو سکے جو فوج کے لئے قابلِ قبول ہو، مگر کچھ زیادہ ہی متردد تھے۔ آخر کار جواب آیا مگر قطعی طور پر دل شکن !!

رات ۱۲--۴۵ پر وزارتِ خارجہ کے ریڈیو نے واشنگٹن کا نشریہ سنا اور دو گھنٹے کے اندر دومے نیوز ایجنسی کی خبر بھی پہنچ گئی۔ "شہنشاہ کا اختیارِ حکومت سپریم کمانڈر کے تابع ہو گا" کے الفاظ ایسے تھے جن پر فوج کو سخت اعتراض ہو سکتا تھا اور وہ اس بہانے جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کر سکتی تھی۔ دوسرا پیراگراف یوں تھا:

"جاپان کے نظامِ حکومت کا فیصلہ، پوٹسڈم کی شرائط کے مطابق، جاپان کے عوام اپنی آزادانہ مرضی سے کریں گے۔"

مسئلہ صرف یہ تھا کہ اگر نظامِ حکومت میں شہنشاہ کا وجود شامل ہے تو ٹھیک ہے اگر نہیں تو فوج والے کسی صورت میں اس پر راضی نہیں ہوں گے۔

اس دن کے واقعات اتنے گڈمڈ ہیں کہ ان کو ایک دوسرے

چاہیئے۔ اور وزیر خارجہ سے کہا کہ وہ اُن کی بات وزیراعظم تک پہنچا دیں۔

وزیراعظم اس وقت دو افراد کے نرغہ میں تھے۔ وزیر جنگ جنرل انامی اور پریوی کونسل کے صدر ہیرانوما۔ دونوں مُصر تھے کہ امریکہ نے ہماری شرط کو تسلیم نہیں کیا۔ ہماری طرف سے اس جواب کو تسلیم کرنے کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے شہنشاہیت کے مقدس مقام کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ ہیرانوما نے صاف طور پر کہا کہ شہنشاہ تو دیوتا ہے عوام کو اس کے مرتبہ اور مقام کے تعین کا کوئی حق نہیں ہے۔ جنرل انامی نے وزیراعظم کو یاد دلایا کہ وزیراعظم نے جاپان کی شرط نہ مانے جانے کی صورت میں جنگ جاری رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ بوڑھے، تھکے ہارے اور ڈھلمل یقین وزیراعظم نے دونوں کو یقین دلا دیا کہ وہ اُن کے ساتھ ہیں اور تخت کی حفاظت کے لئے اُن کی پوری مدد کریں گے۔

یہاں سے اُٹھ کر جنرل انامی شہزادہ مکاسا کے پاس گئے اور ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی۔ شہزادہ مکاسا نے جو شہنشاہ

کے تیسرے بھائی ہیں صاف طور سے اُن کو بتا دیا کہ وہ فوج کا ساتھ نہیں دے سکتے کیونکہ واقعہ منچوریا سے لے کر اب تک فوج والے شہنشاہ کی حکم عدولی کرتے آ رہے ہیں۔

اس روز تمام شہزادے محل میں جمع ہوئے اور ہز میجسٹی شہنشاہ کو اپنی پوری وفاداری کا یقین دلایا۔

کابینہ کا ہنگامی اجلاس ہوا۔ وزیراعظم نے جواب کا متن پڑھ کر سنایا۔ جنرل انامی اور ہیرانوما دونوں نے اپنا پہلا موقف دہرایا کہ یہ جواب تسلی بخش طور پر ہماری امپیریل ہیئت کے تحفظ کی ضمانت نہیں دیتا اس لئے اسے رد کر دینا چاہیئے۔ وزیر خارجہ توگو غصے میں اُچھل کر کھڑے ہوئے اور کہا ایسے موقعہ پر جنگ کی باتیں کرنا مجنونانہ حرکت ہے۔ جاپان کی طرف سے کوئی بھی نیا مطالبہ نئے مسائل کھڑے کر سکتا ہے۔ یہ کہہ کر توگو کمرہ سے نکل گئے اور اپنے نائب ماتسوموتو سے فون پر باتیں کرنے لگے۔ جب وہ واپس کمرہ میں آئے تو وزیراعظم سوزوکی کہہ رہے تھے کہ تسلی بخش ضمانت حاصل کرنے کے لئے ہمیں بہرحال دوبارہ اتحادیوں سے رابطہ قائم کرنا چاہیئے۔ توگو نے

آتے ہی کہا "وزیرِ اعظم کی بات اُس وقت کچھ معنی رکھتی جب ہم جنگ جاری رکھنے یا فتح حاصل کرنے کی ذرا سی طاقت بھی رکھتے۔ مگر موجودہ صورتِ حال ہیں میں درخواست کرتا ہوں کہ یہ اجلاس فی الوقت برخاست کیا جائے اور جب سرکاری طور پر جواب کا مسودہ پہنچ جائے تو دوبارہ اجلاس بُلا لیا جائے۔ اِس پر اتفاقِ رائے ہو گیا اور اجلاس برخاست کر دیا گیا۔

توگو نے وزیرِ اعظم سے پرائیویٹ بات کرنے کی خواہش ظاہر کی اور اُنہیں یاد دلایا کہ خود شہنشاہ یہ فیصلہ فرما چکے ہیں اِس لئے اگر وزیرِ اعظم بضد رہیں گے تو وہ شہنشاہ سے ان کی شکایت کریں گے اور یہ جواب قبول کر لینے کا حکم دلوائیں گے۔ اِس ملاقات کے بعد توگو سیدھے مارکوئیس کیدو کے پاس گئے اور اُنہیں صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ کیدو نے یقین دلایا کہ وہ سوزوکی کو راہِ راست پر لانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

پولیس نے بغاوت کی افواہوں کا خاطر خواہ نوٹس لیا اور نازک مقامات پر پولیس متعین کرنے کے علاوہ ان افسروں کی نگرانی بھی شروع

کر دی جن کے بارہ میں افواہیں اُڑ رہی تھیں تاکہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آ سکے۔

نائب وزیرِ خارجہ ماتسوموتو نے اپنی وزارت کے شعبہ آمد و اول کو حکم دے دیا کہ رات کو کسی وقت اگر کوئی سرکاری پیغام باہر سے موصول ہو تو اُس پر رات کا وقت دینے کی بجائے اگلے روز کی مُہر لگائی جائے۔ بظاہر اُن کا مقصد یہ تھا کہ توگو کو راہ ہموار کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت مل جائے۔ چنانچہ برنس کا جو جواب ۱۲ اگست کو شام ۴۰-۶ پر موصول ہوا اُس پر ۱۳ اگست صبح ۳۰-۷ بجے کی مُہر لگائی گئی۔

اتوار کی رات ½۹ بجے وزیرِ اعظم سوزوکی کو مارکوئیس کیدو نے طلب کیا اور اِدھر اُدھر کی باتوں کے علاوہ صاف طور پر یہ بتا دیا کہ خود شہنشاہ یہ چاہتے ہیں کہ اِس وقت ہتھیار ڈال دیئے جائیں تاکہ مزید تباہی و بربادی نہ ہو۔ سوزوکی نے کیدو کو بھی یقین دلایا کہ وہ اُن کے ساتھ ہیں اور تخت کی حفاظت کرنے میں اُن کے ساتھ رہیں گے۔

وہ رات بہت صاف تھی۔ جنرل انامی نے میدانوں سے پرے اُفق پر اُبھرے ہوئے کوہ فیوجی کے خوبصورت ہیولے کو دیکھا اور کچھ دیر دیکھتے ہی رہے کیونکہ اس کے بعد شاید انہیں اس کے دیکھنے کا موقع نہ مل سکے گا۔ کچھ دیر بعد وہ اندر چلے گئے۔ یہ جنرل انامی کا گھر تھا۔ مکان میں جو ٹوکیو سے باہر واقع ہے۔ جنرل اپنے بیوی بچوں کو الوداع کہنے آئے تھے کیونکہ انہیں اندازہ تھا کہ آنے والے وقت کی جھولی میں اُن کے لئے کیا رکھا ہُوا ہے۔

اسی رات کے دوران دو افسر انہیں ملنے آئے لیفٹیننٹ کرنل ایدا اور میجر ہاتاناکا۔ ہاتاناکا 'نڈر' وہ نوجوان افسر جو جنگ کو خون کے آخری قطرہ تک جاری رکھنا چاہتا تھا۔ دونوں نے جنرل سے درخواست کی کہ وہ اعلامیہ پوٹسڈم کو تسلیم کرنے کے راستہ میں روک بن جائیں۔

جنرل انامی نے انہیں اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگائے رکھا مگر کوئی حامی نہ بھری اور اپنے دوسرے معاونوں کے ساتھ اپنی ملاقاتیں جاری رکھیں۔

اگلے روز یعنی سوموار کو صبح چار بجے جنرل نے میجر ہایاشی کو زبانی پیغام دے کر چیف آف سٹاف کے پاس بھیجا کہ وہ فیلڈ مارشل ہاتا سے فوج کے سینئر افسروں کی طرف سے درخواست کر رہے ہیں کہ فیلڈ مارشل شہنشاہ سے درخواست کریں کہ اعلامیہ پوٹسڈم کو رد کر دیا جائے۔ چیف آف سٹاف خاموشی سے کمرہ میں ٹہلتے رہے اور آخر کار میجر ہایاشی سے کہا ــــ "میجر! معاف کرنا، میں اعلامیہ پوٹسڈم کو تسلیم کر لینے کے حق میں ہوں۔"

چیف آف سٹاف کا یہ جواب سُن کر جنرل انامی سکتے میں آ گئے کیونکہ ان کا خیال یہ تھا کہ اُومیزو اُن کا پُورا پُورا ساتھ دیں گے ــــ اور خاموشی سے خواب گاہ میں چلے گئے تاکہ ایک دو گھنٹے سو سکیں۔

رات کے کسی وقت سٹاک ہالم میں جاپانی سفیر کا ایک تار دفتر خارجہ میں موصول ہُوا کہ رُوس اور چین امریکہ پر زور دے رہے ہیں کہ جاپان سے شہنشاہیت کو ختم کیا جائے، برطانیہ والے بھی اس طرف جُھکتے نظر آتے ہیں۔ اِس لئے جتنی جلدی ہو سکے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا جائے تاکہ مزید کوئی اُلجھن پیدا نہ ہو۔

صبح ۱۰-۷ پر جنرل انامی عادتاً کو تیس رکیدو کے دفتر میں داخل ہوئے اور کہا کہ قنوطیت سے معرکے نہیں جیتے جا سکتے۔ اس لئے اُن کا اعتقاد ہے کہ جنگ ہی اتحادیوں کو نرم شرائط پیش کرنے پر مائل کر سکتی ہے۔ رکیدو نے انہیں بتایا کہ وہی شرائط جو فوج کے لئے ناقابلِ قبول تھیں شہنشاہ قبول کر چکے ہیں اور اگر شہنشاہ اس سے رُوگردانی کریں گے تو دُنیا انہیں پاگل سمجھے گی لہٰذا ایسی کوئی بات نہیں ہونی چاہیئے۔

جنرل انامی نے کہا "آپ نہیں جانتے کہ میری وزارت میں کیا لاوا پک رہا ہے"۔ یہ کہہ کر انہوں نے اجازت لی اور رخصت ہو گئے۔

وزیر جنگ خود تو کٹر نہیں تھے مگر آخر کار فوجی تھے انہیں اپنے فوجیوں کے جذبات کا بھی پورا پورا لحاظ تھا اگر قوم اور شہنشاہ کے تحفظ کی ذمہ داری بھی اُنہی پر عاید ہوتی تھی۔ وہ اپنی وزارت میں واپس جانے کی بجائے سیدھے وزیراعظم کی رہائش گاہ پر گئے جہاں سپریم وار کونسل کا اجلاس ہو رہا تھا۔ ابھی تک معاملہ جوں کا توں تھا۔ اختلافِ رائے کی وہی صورت تھی۔ تین ایک طرف۔ تین ایک طرف۔ سوزوکی، یوناٹی اور توگو فوری طور پر تسلیم کرنے والے ایک

طرف اور تویودا، اومیزو اور انامی یعنی مزید بات چیت کرنے یا جنگ جاری رکھنے والے دوسری طرف!

اس دَوران شہنشاہ نے دونوں چیفس آف سٹاف کو طلب فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ جب تک سفارتی سطح پر بات چیت جاری ہے دشمن پر کوئی تازہ حملہ نہ کیا جائے بلکہ تمام کارروائی صرف دفاع تک محدود رہے۔ دونوں واپس آ گئے اور کونسل کی کارروائی پھر شروع ہو گئی۔

ایچی گایا کی بلندیوں پر یعنی وزارتِ جنگ میں کچھ اور ہی ہو رہا تھا۔ وزارتِ جنگ میں لوگ چیونٹیوں کی طرح آ جا رہے تھے اور اپنے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے بے تاب! وزیر جنگ کی منظوری کے بغیر اُن کے پلان کامیاب نہیں ہو سکتے تھے مگر وزیر جنگ انہیں صاف صاف جواب دینے میں حیل و حجت کر رہے تھے۔

سپریم کونسل کا اجلاس کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر، دوپہر کے کھانے کے لئے ملتوی ہو گیا۔

واشنگٹن میں صدر ٹرومین نے، ٹوکیو سے ملنے والی خفیہ اطلاعات

سے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ اب منظوری میں چند گھنٹے کی دیر ہے اس لئے انہوں نے جنرل میکارتھر کے نام فرمان جاری کر دیا کہ :

"ہتھیار ڈالنے کے بعد شہنشاہ اور حکومت جاپان کا اختیار حکومت آپ کے تابع ہوگا اور آپ تمام مناسب اقدامات کریں گے جو ہتھیار ڈالنے کے سلسلہ میں ضروری ہوں گے"

ایڈمرل یونائی، سپریم وار کونسل کے اجلاس سے اٹھ کر سیدھے اپنے دفتر گئے اور اپنے نائب ایڈمرل اونیشی کو طلب کیا۔ ایڈمرل جاق و چوبند، اور انتہا پسند شخصیت تھے ــــ اور جاپان کے مشہور کامی کازے حملوں کے بانی اور موجد سمجھے جاتے تھے۔ ان کے بارہ میں ایڈمرل یونائی کو رپورٹ ملی تھی کہ انہوں نے وزیر بحریہ کو سخت سست کہا ہے اور بزدل کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ایڈمرل اونیشی سے اور کوئی جواب بن نہیں آیا مگر ان کی آنکھیں بہہ نکلیں اور وہ زور زور سے سسکیاں لینے لگے۔

ایچی گاکایا کے جنگجو افسروں نے ایک پلان آخر کار مرتب کر لیا۔

ان کا خیال تھا کہ یہ پلان، شہنشاہ کو بزدل امن پسندوں کے نرغہ سے نکالنے کا واحد ذریعہ ہے۔ وہ نائب وزیر جنگ لیفٹیننٹ جنرل واکاماتسو تاداائچی کے پاس گئے مگر وہ خاموش رہے۔ افسروں نے ان کی خاموشی کو رضا سمجھا۔ اس کے بعد وہ جنرل انامی کو لیے چیکا کے پاس آئے۔ اس وقت جنرل انامی کے پاس لیفٹیننٹ جنرل واکاماتسو کے علاوہ لیفٹیننٹ جنرل توکادا جو آرمی پرسنل بیورو کے ڈائرکٹر اور کرنل ساتو ہیرو جو جنگی تیاریوں کے سیکشن کے انچارج تھے بیٹھے تھے۔ جونہی افسروں نے بات چیت شروع کی کرنل ساتو نے انہیں ٹوکا اور کہا "موجودہ صورت حال میں میں آپ کے پلان پر عمل کرنے کے احکامات جاری نہیں کر سکتا۔" ابھی افسران احتجاج کرنے ہی والے تھے کہ ملٹری افیئرز سیکشن کے میجر ہاتاناکا کینجی، بگولے کی طرح کمرہ میں داخل ہوئے۔ کرنل ساتو کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ "یہ ایک غدار بیٹھا ہوا ہے اسے فوری طور پر فوج سے نکالنا ضروری ہے۔" جنرل انامی نے بڑے تحمل سے کہا "دیکھو! اس وقت ہمیں ایک دوسرے پر بے پناہ اعتماد کرنے کی ضرورت ہے"

اور میجر ہاتاناکا کی طرف مسکرا کر دیکھا جو اُن کے بہت ہی منظورِ نظ
سمجھے جاتے تھے۔ یہ کہہ کر جنرل سپریم وار کونسل کے اجلاس میں جان
کے لئے اُٹھے کہ نوجوان افسروں میں سے ایک نے آگے بڑھ کر
اُن کا رستہ روک لیا۔ "جنرل! میں وزارتِ جنگ کے تمام
افسروں کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ہر حال میں آپ
کا ساتھ دیں گے۔" جنرل نے اُن کی طرف دیکھا، اُن کے چہرے تمتما
رہے تھے جیسے وہ سب کے سب نشے میں ہوں۔ جنرل اسی سوچ میں
مستغرق وہاں سے روانہ ہو گئے کہ کونسل میں، امریکہ سے مزید مراعات
کا مطالبہ کریں ورنہ اُنہیں اِن نوجوان جذباتی افسروں کا سامنا کرنا
پڑے گا یا اِن کا ساتھ دینا پڑے گا۔

نہ صرف فوج کے نوجوان افسر اِس جذباتی تلاطم میں تھے طلبا
کے بعض گروپ بھی، ہتھیار ڈالنے کے سراسر خلاف تھے۔ اِسی قسم کی ایک
تنظیم یوکوہاما انڈسٹریل سکول کے تیسرے سال کے طلباء نے قائم
کر لی تھی "سٹوڈنٹس فیڈریشن فار وکٹری" اور اپنے ایک دلدادہ
کیپٹن ساساکی تاکیو سے ہتھیار ڈالنے کی تیاریوں کی خبر سُن کر ٹوکیو

پر نکل آئے تھے کہ "ہم اپنے چھوٹے موٹے ہتھیاروں سے آخر دم تک دشمن کا مقابلہ کریں گے اور حکومت کے زعماء کے احکامات کی پرواہ نہیں کریں گے۔"

ٹوکیو کے ایک اور حصہ میں ایک موٹر سائیکل سوار تیزی سے ٹوٹی پھوٹی سڑکوں پر اچھلتا کودتا جا رہا تھا۔ یہ سوار، امپیریل گارڈز ڈویژن کا میجر کوگا ہیدے ماسو تھا۔ میجر کوگا، جنرل ٹوجو کا داماد تھا اور اس وقت جنرل ٹوجو سے ملنے کے لئے اُن کے گھر جا رہا تھا۔ اتفاق سے اُس روز اُس کی بیوی ماکی کی سالگرہ بھی تھی۔ گھر پہنچا تو جنرل ٹوجو کے پاس کوئی مہمان بیٹھے تھے۔ اُس نے اپنی ساس سے کہا "کیا بات ہے آپ نے تو کوئی تیاری نہیں کی ہمارے ڈویژن میں تو بہت تیاریاں ہو رہی ہیں۔" مگر اُنہیں کچھ سمجھ نہیں آیا کہ اُن کا داماد کیا کہہ رہا ہے۔ میجر کوگا نے اپنے گیارہ مہینے کے بیٹے کو اُٹھایا، پیار کیا اور اپنی بیوی سے کہا میں ذرا تنہائی میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں اور دونوں تہ خانہ میں چلے گئے۔ چند لمحوں بعد ہی دونوں واپس آ گئے۔ جنرل ٹوجو ابھی تک اپنے مہمان کے ساتھ مصروف

تھے۔ میجر نے اپنی ساس سے کہا "میں ماکی سے یہ پوچھنے آیا تھا کہ اس کے پاس میرے ناخن اور بال ہیں؟" ناخن اور بال جاپانی روایت کے مطابق مُردوں کی نشانیاں سمجھی جاتی ہیں۔ ماکی کی ماں نے ماکی کی طرف دیکھا مگر اس کا چہرہ سپاٹ تھا ۔۔۔ میجر نے کہا "میں بہت جلد اپنے گھر جا رہا ہوں مگر ایک بات یاد رکھنا طوفان آئے تو پیٹھ نہ دکھانا۔ آنکھیں کھلی رکھنا اور بہادروں کی طرح سینہ سپر رہنا۔" یہ کہہ کر کوگا چلا گیا۔

جنرل ٹوجو مہمان سے فارغ ہو کر اندر آئے تو اُن کی بیوی نے داماد کی باتیں اُنہیں بتائیں۔ وہ اُسی وقت وزارتِ جنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔

پچھلے پہر کابینہ کا اجلاس شروع ہوا تو جنرل انامی ہی مخالف گروپ میں نہ تھے اور بھی بہت سے ہم نوا وہاں موجود تھے۔ وزیر داخلہ کا خیال تھا کہ غیر ملکی قبضہ کی صورت میں ہماری موجودہ ہیئت قائم نہیں رہ سکتی۔ وزیر انصاف کا نظریہ یہ تھا کہ عوام کو شہنشاہ کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دینا ہماری ہیئت اجتماعی کے خلاف ہے

میٹنگ چار بجے شروع ہوئی تھی سات بج رہے تھے مگر اتفاق کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ وزیر اعظم نے کہا "میرا خیال ہے ہمیں ایک بار پھر ہز میجسٹی کو تکلیف دینی چاہیئے" اور اجلاس برخاست کر دیا۔ اجلاس کے بعد جنرل انامی نے وزیر اعظم سے کہا "خدا کے لئے مجھے دو دن کی مہلت دیجیے۔" وزیر اعظم نے کہا "مجھے افسوس ہے کہ یہ ممکن نہیں۔ ہمیں اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔" جنرل کے جانے کے بعد نیوی کے ایک افسر جو یہ گفتگو سن رہے تھے وزیر اعظم سے گویا ہوئے "کیا آپ دو دن بھی انتظار نہیں کر سکتے؟" وزیر اعظم نے کہا "ناممکن! اگر ہم نے تاخیر کی تو روسی فوجیں مانچوریا اور کوریا کے علاوہ شمالی جاپان کو بھی روند ڈالیں گی اور یہ بات ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہے۔"

نیوی افسر نے کہا ۔۔۔ "جنرل انامی اپنے آپ کو ختم کر لیں گے۔"

"ہاں" سوزوکی نے کہا "مجھے اس کا بہت قلق ہو گا۔"

سوزوکی، توگو اور کیدو جانتے تھے کہ جنرل انامی اُن کی مخالفت کر رہے ہیں مگر انہیں وزارتِ جنگ میں اس سے بھی زیادہ مشکلات کا سامنا ہے وہ بڑی مشکل سے بغاوت کو روکے ہوئے ہیں کیونکہ چیف کیبنٹ سیکرٹری ساکو میزو نے اس دن جنرل انامی کو ٹیلیفون پر باتیں کرتے اور کہتے سنا تھا کہ "صبر کرو کابینہ میرا مطالبہ مانتے

پر مائل نظر آتی ہے۔"

شہنشاہ کو دوسری بار تکلیف دینے کا فیصلہ کرنے کے بعد "امن پسندوں" کو بہت تیزی سے کام کرنا چاہیئے تھا۔ ساکو میزو نے دونوں چیفس آف سٹاف سے شہنشاہ کے نام درخواست پر دستخط کروائے۔ وقت کم ہو رہا تھا اور دونوں گروہوں کو وقت کی کمی کا احساس تھا۔

رات ۸ بجے، دس نوجوان افسر میاکے زاکا میں جنرل انامی کی سرکاری رہائش گاہ پر حاضر ہوئے۔ وہ جنرل انامی سے فوجی انقلاب کے ایک پلان کی منظوری لینے آئے تھے جس پر اگلے روز صبح دس بجے عمل ہونا تھا۔ میجر ہاتاناکا نے بات شروع کی کہ "امن پسندوں کا گروپ جنرل کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔" "اچھا" جنرل نے کہا اور ایک قہقہہ لگایا اور کرنل اراؤ کی طرف دیکھا۔ کرنل اراؤ اچھی طرح جانتے تھے کہ جنرل انقلاب کے حق میں نہیں ہیں مگر اس کے باوجود وہ افسروں کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ کرنل اراؤ نے کہا۔

"(۱) جاپان کو اس وقت تک ہتھیار نہیں ڈالنا چاہئیں جب تک اسے

یقین نہ دلا دیا جائے کہ جاپان کی موجودہ ہیئت کو برقرار رکھا جائیگا۔ (۲) اگرچہ شہنشاہ ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ فرما چکے ہیں مگر دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اُن کے اِس فیصلہ میں ان کے اِرد گرد رہنے والوں کا کتنا ہاتھ ہے؟ لہذا مارکوئیس کیدو، وزیر اعظم سوزوکی، وزیر خارجہ توگو اور ایڈمرل یونائی کو قید کرنا ضروری ہے۔ (۳) مارشل لاء کا اعلان کر دیا جائے۔ (۴) شاہی محل کو گھیرے میں لے لیا جائے۔ (۵) اِس انقلاب کے لئے وزیر جنگ کے علاوہ آرمی چیف آف سٹاف جنرل اومیزو ایسٹرن ڈویژن کے کمانڈر جنرل تاناکا شیزوچی، فرسٹ امپیریل گارڈز کے کمانڈر جنرل موری کے تعاون کی ضرورت ہے۔"

جنرل انامی نے کہا کہ "اس پلان میں کچھ فنی خامیاں ہیں اِس پر اور سوچ بچار کی ضرورت ہے۔ کرنل اراؤ رات بارہ بجے دوبارہ میرے پاس آئیں۔" یہ کہہ کر جنرل نے تمام افسروں کو جانے کا حکم دیا۔

اس رات ۹ بجے سے گیارہ بجے تک دونوں چیفس آف سٹاف توگو سے مصروفِ گفتگو رہے اور انہیں ہتھیار ڈالنے کی شرائط تبدیل کرنے پر راضی کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر بیکار۔ وہ لوگ

اُٹھے ہی تھے کہ ایڈمرل اونیشی، توگو سے ملنے کے لئے آ گئے۔ ایڈمرل اونیشی ایک اور پلان لے کر آئے تھے کہ اگر شہنشاہ اجازت دیں تو وہ دو کروڑ جاپانیوں کو کامی کازے حملوں کے لئے تیار کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں شکست کا کوئی سوال ہی نہیں فتح ہی فتح ہے ——— مگر وزیر خارجہ نے یہ فراخدلانہ پیشکش بھی قبول نہ کی۔

بارہ بجے کرنل اراؤ، جنرل انامی کے پاس گئے۔ جنرل نے کہا "میں نہیں سمجھتا یہ انقلاب کامیاب ہو سکے گا۔" کرنل اراؤ چلے گئے۔ جنرل نے انہیں کوئی مثبت یا منفی جواب نہیں دیا تھا۔

جنرل انامی، وزارت سے اُٹھ کر کچھ دیر سونے کے لئے چلے گئے مگر وزارت جاگتی رہی۔ کئی انگریزی بولنے سمجھنے والے جاپانی جو امریکہ میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے تھے اتحادیوں کے نشریے سُن سُن کر جاپانی میں ترجمہ کر رہے تھے کہ یکایک اس محکمہ کا ایک افسر کرنل اویادوموری توموہی بگولے کی طرح کمرہ میں داخل ہوا اور پاگلوں کی طرح اپنی تلوار ہوا میں لہراتے ہوئے چلانے لگا "تم لوگ اتنے مطمئن کیوں بیٹھے ہو؟ کیا تمہیں جاپان کی شکست پر خوشی ہو رہی ہے؟

میں سب کی گردنیں اُڑا دوں گا ——— تم سب غدار ہو۔"

سب لوگوں نے اُس کی طرف دیکھا مگر کسی کے لب نہ کھلے۔ کرنل[ف] کچھ دیر کے بعد کمرہ سے باہر نکل گیا۔

کچھ دیر کی نیند کے بعد جنرل انامی اُٹھے۔ یہ ۱۴ اگست اور منگل کا دن تھا۔ جنرل نے فیلڈ مارشل ہاتا کے ساتھ ناشتہ کیا۔ فیلڈ مارشل ہاتا، ہیروشیما کی تفصیلات جاننے کے لئے ہیروشیما کے دورہ پر گئے تھے اور اب اپنی رپورٹ شہنشاہ کو پیش کرنے والے تھے۔ فیلڈ مارشل نے بتایا کہ "ہیروشیما میں بہت زیادہ تباہی ہوئی ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو پناہ گاہوں میں تھے باقی سب کے سب ختم ہو گئے ہیں ———" جنرل نے درخواست کی کہ یہ پناہ گاہوں والی

ف کرنل ایادوموری نے ۱ ستمبر کو (یعنی شکست کے محضر نامہ پر دستخط ہونے سے ایک دن قبل) اپنے بیوی بچوں سمیت خودکشی کر لی۔ بچوں کو زہر دیا گیا تھا۔ کرنل کے بڑے بیٹے تومو کونی نے کچھ روز قبل اپنے سکول کے ساتھیوں سے کہا تھا کہ "وہ کچھ دنوں میں بہت ہی خوبصورت بگو پر جانے والے ہیں۔"

بات خاص طور سے ہز میجسٹی کو بتائیے گا! ہو سکتا ہے یہ با
ہز میجسٹی کو آخری فیصلہ کرنے میں مدد دے سکے۔

سات بجے، جنرل انامی، وزارت جنگ میں گئے اور سات بج
ہی مارکوئیس رکیدو کو ایک اشتہار دکھایا گیا جو اتحادی طیاروں ن
جاپان پر پھینکا تھا۔ اس میں جاپان کی طرف سے پوٹسڈم کے اعلا
کو تسلیم کرنے کا اعلان تھا جس پر ۱۰ اگست کی تاریخ درج تھی او
امریکی وزیر خارجہ برنس کا جواب تھا جس پر ۱۱ اگست کی تاریخ تھ
مقصد یہ تھا کہ جاپانی عوام کو مطلع کیا جائے کہ اُن کی حکومت ہتھی
ڈالنے پر رضامند ہو چکی ہے مگر اس پر عمل درآمد میں تاخیر کر رہی ہے
مارکوئیس رکیدو اس کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئے کہ اگر یہ اشتہا
کسی سر پھرے فوجی کے ہاتھ لگ گیا تو بہت خون خرابہ ہونے
امکان ہے۔ وہ فوری طور پر شہنشاہ کی خدمت میں باریاب ہو
کہ انہیں اس اشتہار کے بارہ میں مطلع کر سکیں۔

ایلچی گایا، بیں نوجوان افسر، وزیر جنگ سے ملنے کے

مُصر تھے تا کہ دس بجے سے پہلے پہلے اپنے پلان کی منظوری لے لیں۔
وہ جنرل تانا کا اور جنرل موری کو فوری طور پر وزارت میں آنے کو کہہ
چکے تھے۔ جنرل انامی، چیف آف سٹاف کے پاس گئے۔ چیف آف
سٹاف اس منصوبہ کے خلاف تھے۔ افسران جنرل انامی سے ہاں
کروانے پر مُصر تھے اور جنرل انامی خاموش رہنے پر!

مارکوئیس رکیدو نے شہنشاہ کو اشتہار دکھایا اور درخواست
کی کہ اس کا علاج صرف یہ ہے کہ ہز میجسٹی دوسری بار وار کونسل سے
خطاب فرمائیں۔ ہز میجسٹی نے رضامندی کا اظہار فرمایا۔ رکیدو باہر آئے
تو وزیر اعظم کو منتظر پایا۔ وزیر اعظم بھی اسی سلسلہ میں آئے تھے۔ وزیر
اعظم نے کہا، "میں بڑی مصیبت میں ہوں۔ فوج والے کہتے ہیں ایک بجے
تک شہنشاہ کو تکلیف نہ دو اور نیوی والے کہتے ہیں فی الحال کسی ایسی
میٹنگ کی ضرورت نہیں۔ سمجھ نہیں آتی کیا کروں؟" اس وقت ۸½
بجے تھے۔ دونوں شہنشاہ کی خدمت میں باریاب ہوئے اور شہنشاہ
نے ۱۰½ بجے میٹنگ طلب فرمائی۔

دس بجے، شہنشاہ نے فیلڈ مارشل ہاتا، فیلڈ مارشل سوگی یاما اور فلیٹ ایڈمرل ناگانو کو شرفِ باریابی بخشا اور انہیں بتایا کہ وہ ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور اس سلسلہ میں وہ فوج اور نیوی میں اپنے اثر و رسوخ سے ان کی مدد کریں۔

تقریباً اسی وقت لیفٹیننٹ کرنل تاکے شیتا اور میجر ہاتانا کا کو خبر ملی کہ چیف آف سٹاف جنرل اومیزو انقلاب کے حق میں ہموار ہو گئے ہیں صرف وزیر جنگ کی ہاں کی ضرورت ہے۔ وہ فوراً شاہی محل پہنچے مگر جنرل انامی اُن کے آنے سے چند لمحے قبل دربار میں جا چکے تھے۔

۱۰½ بجے تک تمام لوگ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔ زیرِ زمین کمرہ بھٹی کی طرح تپ رہا تھا۔ اگرچہ شہنشاہ نے ارشاد فرما دیا تھا کہ پُر تکلف لباس پہننے کی ضرورت نہیں مگر پھر بھی گرمی کی وجہ سے سب لوگ بے حال ہو رہے تھے — اتنے میں ہز میجسٹی فیلڈ مارشل

کی وردی میں ملبوس خاموشی سے تشریف لائے اور درمیانی کرسی پر متمکن ہوئے۔ وزیر اعظم نے تمام حالات تفصیل سے پیش کیے اور کابینہ کے ارکان کے اختلاف کا ذکر کیا۔ شہنشاہ نے جنرل اومیزو اور جنرل انامی سے کچھ کہنے کو کہا اور انہوں نے مختصراً اپنے اعتراض دہرائے۔ ایڈمرل تویودا نے ذرا تفصیلی تقریر کی اور اس روز اُن کی تقریر خاص طور سے تیار شدہ معلوم ہوتی تھی۔

وزیر اعظم نے شہنشاہ سے درخواست کی کہ وہ اپنا فیصلہ ارشاد فرمائیں۔

اس کمرہ میں چوبیس لوگ تھے اور سب جانتے تھے کہ پچھلے چوالیس مہینے کی تباہی اور بربادی کی فصل پک چکی ہے اور اب گونج کی آواز کے ساتھ ہی اس کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا ہے۔

شہنشاہ اُٹھے، رومال سے اپنا چہرہ صاف کیا اور چوبیس آدمیوں کے آنسوؤں کا تار بندھ گیا۔ وہ آنسو، جو آئندہ چوبیس گھنٹوں میں ساری قوم کے آنسو بننے والے تھے، وہ چوبیس گھنٹے جو جاپان کی زندگی کے سب سے لمبے اور سب سے

کٹھن گھنٹے ثابت ہونے والے تھے۔

---

۱۴ راگست

۱۲ بجے سے ایک بجے تک

شہنشاہ نے ارشاد فرمایا:۔

"ہم نے ہتھیار ڈال دینے کے خلاف آپ کی دلیلیں بڑے غور سے سُنی ہیں مگر ہماری رائے نہیں بدلی۔ ہم دوبارہ اس کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم نے جاپان کی موجودہ صورتِ حال کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جنگ جاری رکھنے سے سوائے تباہی اور بربادی کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہم نے اتحادیوں کا جواب بھی دیکھا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس جواب میں ہماری اس شرط کا لحاظ رکھا گیا ہے جو کچھ روز پہلے ہم نے لگائی تھی۔"

شہنشاہ نے تھوڑی دیر توقف فرمایا اور پھر گویا ہوئے:

"مختصراً ہم سمجھتے ہیں یہ جواب ہمارے لئے قابلِ قبول ہے۔"

ہز میجسٹی نے آنکھیں پونچھیں اور خطاب جاری رکھا:

"اگرچہ آپ میں سے کچھ لوگ ہماری قومی ہیئت کے تحفّظ کے بارہ میں متردد ہیں مگر ہمارا خیال ہے اتحادیوں کا جواب خوش نیتی پر مبنی ہے۔ اصل چیز تو جاپانیوں کی عقیدت اور قوتِ فیصلہ ہے اور اسی لئے ہم اس جواب کو قابلِ قبول سمجھتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ فوج اور نیوی والوں کے لئے ہتھیار ڈال دینا اور مُلک کو دوسروں کے قبضہ میں دے دینا کتنا کٹھن کام ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جاپانی عوام اپنی قوم اور اپنے شہنشاہ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتے ہیں مگر ہم قومی تحفّظ کو اپنے ذاتی تحفّظ پر مقدم سمجھتے ہیں۔ ہم اپنی رعایا کو بچانا چاہتے ہیں، ہمیں اپنی ذات کی کوئی فکر نہیں ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ وہ مزید تباہیوں

سے دوچار ہوں۔ ہمارے لئے بہت ہی اندوہناک ہے کہ ہم اپنے وفادار سپاہیوں کو نہتے اور اپنے وزراء کو جنگی مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا ہوتے دیکھیں۔"

یہ فرما کر شہنشاہ کچھ دیر کے لئے رُک گئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا ہز میجسٹی کو بولنے میں بہت دقت پیش آ رہی ہے:

"اگر جنگ جاری رہی تو جاپان ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ ہم اتحادیوں پر اعتماد نہیں کر سکتے مگر ہم سمجھتے ہیں کہ فوری طور پر جنگ ختم کر دینا جاپان کو مکمل طور پر تباہ کرنے سے کہیں بہتر ہے کیونکہ موجودہ صورت میں ہماری قوم دوبارہ زندہ ہونے کی قوت سے محروم نہیں ہوئی!

شہنشاہ میجی، سہ طرفہ مداخلت کے موقع پر جس کرب سے دوچار ہوئے تھے ہم بھی اُن کی طرح ناقابلِ برداشت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں اور اُمید رکھتے ہیں کہ مستقبل میں ہمارا ملک پھر بحال ہو سکے گا۔ یہ فوری طور پر

نہیں ہو سکتا۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ ہماری رعایا کا عزم و استقلال ضرور رنگ لائے گا۔ ہم سے جو کچھ بھی ممکن ہو گا ہم کریں گے۔

ہمیں محاذ پر قربان ہونے والوں یا وطن کی سرزمین پر موت سے ہمکنار ہونے والوں اور ان کے خاندانوں سے گہری ہمدردی ہے اور ان لوگوں کے مستقبل کے بارہ میں گہری تشویش ہے جو زخمی ہیں، گھر بار سے محروم ہو گئے ہیں اور نانِ شبینہ کمانے کے وسائل سے تہی ہیں ہم اُنکے لئے بھی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

چونکہ جاپانی قوم موجودہ صورتِ حال سے پوری طرح باخبر نہیں ہے، اسے اس فیصلہ سے شدید کرب ہو گا۔ اس لئے اگر مناسب سمجھا گیا تو ہم خود انہیں اس فیصلہ سے آگاہ کریں گے اور اُن سے خطاب کریں گے مسلح افواج کو یقیناً اس فیصلہ سے دُکھ ہو گا اور نیوی اور فوج کے وزراء کے لئے انہیں ہتھیار رکھ دینے پر مائل کرنا

بہت مشکل ہو گا اس لئے اگر ضرورت پڑی تو ہم خود اُن کے سامنے جائیں گے اور اس فیصلہ کے عواقب و نتائج اُن کے سامنے پیش کریں گے۔

ہماری خواہش ہے کہ کابینہ جتنی جلدی ہو سکے جنگ ختم کرنے کے لئے شاہی فرمان کا مسودہ تیار کرے۔"

یہ فرما کر ہز میجسٹی تشریف لے گئے۔

وہ آنسو جو ہز میجسٹی کی موجودگی میں رُکے ہوئے تھے گویا سیلِ بے پناہ کی طرح اُبل پڑے اور سارا کمرہ سسکیوں سے گونجنے لگا۔ بعض فرش پر گر گئے اور بعض گھٹنوں کے بل ہو کر اس دروازے کی طرف جُھک گئے جہاں سے ابھی ابھی ہز میجسٹی واپس تشریف لے گئے تھے۔ سب کو مُلک سے زیادہ اس سادہ اطوار، چھوٹے قد کے عینک پہننے والے شخص کی فکر تھی جس نے کہا تھا کہ "ہمیں اپنی ذات کی فکر نہیں کہ ہمارے ساتھ کیا ہو گا۔" اس کمرہ میں موجود چوبیس افراد کے لئے وہ شخص، ایک شخص تھا نہ دیوتا نہ شہنشاہ۔ وہ ان کے مقدس وطن کی غیر فانی علامت تھا۔ وہی مقدس وطن جس کی تادمِ آخر حفاظت

کرنے کا اُنہوں نے حلف اُٹھا رکھا تھا ___ ان لوگوں سے لے کر ایک سادہ لوح دہقان تک سب لوگ اس کی ذات کو مقدس سمجھتے تھے اور جس کی نافرمانی سے بڑھ کر کوئی گناہ اُن کی کتابِ اخلاقیات میں نہیں تھا ___ اب وہی شخص اپنے اقتدارِ اعلیٰ کو ایک غیر ملکی سپریم کمانڈر کے "تابع" کر رہا تھا۔ یہ کتنا ناقابلِ یقین تھا مگر اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ اگر شہنشاہ خود اس ناقابلِ برداشت کو برداشت کر رہے ہیں تو اُن کے وزراء کیا کم ہیں؟ وزراء کو ابھی بہت کچھ کرنا باقی تھا، بہت سے مسائل حل کرنا باقی تھے۔ انہیں سب کچھ کرنا تھا مگر نتیجہ سوائے ذلت کے اور کچھ نہیں تھا۔

کون جانتا ہے کیا ہو گا ___ مقدمہ۔ قید یا موت یا ....!

وہ سب لوگ آہستہ آہستہ شاہی لائبریری سے امپیریل ہاؤس ہولڈ منسٹری تک آئے اور وہاں سے ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے۔ شاہی محل، جو شہنشاہ میجی کے لئے بنایا گیا تھا ۲۵ مئی کے ہوائی حملہ کے نتیجہ میں تباہ ہو گیا تھا، اُس وقت سے شہنشاہ شاہی لائبریری میں اُٹھ آئے تھے۔ پناہ گاہ بھی اسی لائبریری سے ملحق تھی

اور زیرِ زمین سرنگ کی صورت میں بنائی گئی تھی۔ اس لئے سرنگ میں داخل ہونے والوں کو پہلے امپیریل ہاؤس ہولڈ ایجنسی میں جانا پڑتا تھا۔

شہنشاہ کے فرمان کو رسمی طور پر کابینہ کی منظوری بھی دی جانی تھی مگر یہ فرمان اتنا واضح تھا کہ اس کی منظوری کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

وزیرِاعظم کی سرکاری رہائش گاہ پہ کرنل تاکے شیتا "دوسرے فوجی پلان" کو ہاتھ میں لئے اپنے بہنوئی جنرل انامی وزیرِ دفاع کا انتظار کر رہے تھے۔ کرنل تاکے شیتا ابھی تک اپنے بہنوئی سے مایوس نہیں ہوئے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ ہتھیار ڈالنے کے بعد قومی ہیئت قائم نہیں رہ سکتی۔ توگو اور یوناٹی جو امن کا پرچار کر رہے تھے، اس بات کی ضمانت دینے سے قاصر تھے۔ تاکے شیتا کے نزدیک ایک ہی حل قابلِ قبول تھا کہ آخری آدمی اور آخری گولی تک مقابلہ کیا جائے۔ اور اگر شہنشاہ واقعی فیصلہ فرما چکے ہیں تو بھی ایک صورت ہے......

چیف کیبنٹ سیکرٹری ساکومیزو، ہانپتے کانپتے دفتر پہنچے اور جاپان ٹائمز کے کیہارا ہیجیو سے کہا ——— شہنشاہ نے فیصلہ فرما دیا ہے! کیہارا نے کہا تمہارا چہرہ ہی بتا رہا ہے کہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس پہ دونوں شاہی فرمان تیار کرنے بیٹھ گئے جو پہلے سے ہی کچھ کچھ تیار ہو رہا تھا مگر اب اس کو شہنشاہ کے الفاظ میں ڈھالنا مقصود تھا۔ ساکومیزو نے کہا اب ہمیں دو فرمانوں کی ضرورت ہوگی، ایک عوام کے لئے اور ایک فوج کے لئے۔

دونوں اپنی اپنی میز پر اپنے کام میں جُت گئے، مگر اُن کے سروں پر گویا منوں بوجھ دھرا رکھا تھا ——— وہ فرمان جو لکھے جا رہے ہیں شاید سلطنتِ جاپان کے آخری فرمان ثابت ہوں گے! کابینہ کے ارکان کھانے کے لئے اکٹھے ہوئے تو کسی کے حلق سے ایک لقمہ تک نہیں اُترتا تھا۔ وہیل کے گوشت اور ڈبل روٹی کا کھانا تھا مگر سب کے حلق گویا سُوکھ گئے تھے۔ سوائے وزیرِاعظم کے سب نے اپنی اپنی پلیٹیں ایک طرف سرکا دیں۔

کھانے کی میز سے اُٹھ کر جنرل انامی غسل خانہ میں گئے۔ یکایک

انہوں نے اپنے ایجوٹنٹ میجر ہایاشی سابورو سے پلٹ کر کہا "ہایاشی!
کیا تم نے بھی وہ افواہ سُنی ہے کہ خلیج ٹوکیو میں دشمن کی بہت سی
فوج اُترنے کے لئے تیار بیٹھی ہے؟ میں اس فوج پر کاری ضرب
لگانا چاہتا ہوں شاید اِس صورت میں ہی ہمیں مطلوبہ شرائط پر امن
مل سکے۔" ہایاشی نے حیرانی سے کہا "مگر شہنشاہ تو اپنا فیصلہ صادر
فرما چکے ہیں۔" جنرل نے کہا "یہ افواہ ہی ہے نا۔ کون جانتا ہے وہ
فوج کہاں ہے؟"

جنرل انامی نے اپنے سر کو جھٹکا یا۔ اُن کے چہرے پر زندگی
کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے۔ وہ اُٹھے اپنے چہرے پر بشاشت
پیدا کی اور ساتھ کے کمرہ میں اپنے سالے کرنل تاکے شیتا سے ملنے
کے لئے چلے گئے جو بہت دیر سے ان کا منتظر تھا۔

تاکے شیتا نے جنرل انامی کے چہرے بُشرے پر بشاشت دیکھی
تو اُسے کچھ حوصلہ ہوا۔ اُس نے دوسرا فوجی پلان پیش کیا جس کا
عنوان تھا "بچاؤ کے لئے فوجوں کی نقل و حرکت کا پروگرام"۔
تاکے شیتا نے کہا "اِس کے علاوہ آپ کابینہ کے اجلاس میں بھی

بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ کے پاس طاقت ہے آپ استعمال کریں۔
شاید آپ کو علم نہیں چیف آف سٹاف ہمارے ہمنوا بن
چکے ہیں۔"

"نہیں"۔ جنرل انامی نے ٹکا سا جواب دیا۔ "شہنشاہ فیصلہ
فرما چکے ہیں اور ایک جاپانی سپاہی کی حیثیت سے میرا فرض
ہے کہ میں اس کی تعمیل کروں"۔ جنرل کا لہجہ فیصلہ کُن تھا۔ ماضی میں
اگر وہ کوئی ایسی ویسی بات سوچ بھی رہے تھے تو اب وہ ذلت
اور غمگینی کا یہ گھونٹ بھرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ مگر تاکے شیتا
تیار نہیں تھے۔ تاکے شیتا نے دوسری صورت بتائی اور وہ یہ کہ
اگر جنرل انامی کابینہ سے استعفیٰ دے دیں تو شاہی فرمان غیر مؤثر
ہو جائے گا"۔ "مگر میرے استعفیٰ سے کچھ فرق نہیں پڑتا" —— جنرل
نے کہا "جنگ پھر بھی ختم ہو جائے گی مگر میں شہنشاہ کو مُنہ دکھانے
کے قابل نہیں رہوں گا"۔

تاکے شیتا کو اندازہ ہو گیا کہ جنرل فیصلہ کر چکے ہیں اِس لئے مزید
بحث بیکار ہے وہ وہاں سے رخصت ہو گیا۔

جنرل انامی بھی کچھ دیر وہاں ٹھہرے اور پھر رخصت ہو گئے۔

وزیر خارجہ ٹوگو جو امن کے سب سے بڑے وکیل تھے، شہنشاہ کے فیصلہ پر مطمئن تھے۔ انہوں نے اپنے نائب ماتسو موتو کو بلایا اور شاہی کانفرنس کی روداد قلمبند کروانا شروع کی..."میں وزیر خارجہ سے متفق ہوں کہ دشمن جاپان کی ہیئت قائمہ کو بدلنا نہیں چاہتا میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری ہیئت قائم رہے گی۔"

ماتسو موتو نے لکھتے لکھتے سوچا کہ شہنشاہ کی ذات کتنے پیار کے قابل ہے کہ انہیں اپنی ذات کی کوئی پروا نہیں ہے — اور وزیر خارجہ اس شکست میں بھی کتنے فتح مند ہیں۔

جنرل انامی — شکست خوردہ جرنیل — شکست ہی شکست خوردہ — ابھی گاہا کی بلندیوں پر اپنی وزارت کی طرف جاتے ہوئے یہی سوچ رہے تھے کہ اُن کی وزارت گر جائے گی، اُن کی فوج ختم ہو جائے گی — یہ جاپان کی امپیریل آرمی کی ستر سالہ تاریخ کا آخری باب ہوگا — جنرل انامی ہمیشہ سے یہی سوچتے رہے تھے کہ وہ آخری معرکہ تک فوج کی قیادت کریں گے مگر اب وہ اپنے

ساٹھ لاکھ جوانوں کو اُلٹی سمت جانے کا حکم دیں گے — اور اگر جوانوں نے حکم ماننے سے انکار کر دیا تو کیا ہوگا — مگر ملک کی سالمیت سب پر مقدم ہے اس کو بچایا جائے گا۔

وہ وزارت میں داخل ہوئے۔ تلوار کھول کر دیوار کے ساتھ لٹکائی اور بیٹھنے ہی والے تھے کہ نوجوان افسروں کا جمِ غفیر اُن کے کمرہ میں داخل ہوا۔ اُن کے چہرے زرد اور جسم لرزاں تھے وہ یہ سُن کر آ رہے تھے کہ شہنشاہ نے دوبارہ جنگ ختم کرنے کا فیصلہ فرما دیا ہے وہ لوگ جاننا چاہتے تھے کہ جنرل نے کیا مشورہ دیا ہے۔ جنرل نے کہا "شہنشاہ سمجھتے ہیں کہ ہماری ہیئت قائمہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا — اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اُن کی تعمیل کریں۔ شہنشاہ نے یہ فیصلہ اس لئے فرمایا ہے کہ انہیں ہماری وفاداری پر پورا پورا اعتماد ہے۔"

افسر خاموش ہو گئے۔ وہ جنرل کا ساتھ دینے کا وعدہ کر چکے تھے مگر اُن کا قوی خیال تھا کہ جنرل کبھی ہتھیار ڈالنے کا حکم نہیں دینگے۔ ابھی جمعہ کو تو اُن کا فرمان جاری ہوا تھا کہ "ہم لڑیں گے خواہ ہمیں

گھاس کھانی پڑے، خاک پھانکنی پڑے یا کھیتوں میں رہنا پڑے
ہماری موت میں ہی ہمارے مُلک کی زندگی ہے ....!" اور اب
دن بعد منگل کو.... کرنل ایدا نے پوچھا "کیا میں یہ پُوچھنے کی جسارت
کرسکتا ہوں کہ جنرل نے اپنا فیصلہ کیوں بدل لیا ہے؟" "ہاں" جنرل
نے کہا "سنو! مجھے شہنشاہ نے روتی آنکھوں سے یہ کہا ہے میں اِ
ناخوشگوار اور مشکل فرض کو نبھاؤں۔ میں اپنی رائے کو شہنشاہ کی
رائے پر مقدم نہیں رکھ سکتا ـــــ دیکھو شہنشاہ نے اپنا فیصلہ دے دیا
ہے اب اس فیصلہ کی خلاف ورزی کرنے والا میری لاش پر سے
گزر کر ہی ایسا کر سکے گا۔"

افسروں کی چیخیں نکل گئیں۔ میجر یاتاناکا نے تو جیسے دفتر سر پر
اُٹھا لیا۔ جنرل نے اس کی طرف دیکھا شاید انہیں اُس کے وجود میں
اپنی نوجوانی کا عکس نظر آرہا تھا۔

یہ آنسوؤں کا وقت تھا، وزیرِ اعظم کی رہائش گاہ کے ایک
زمین دوز کمرہ میں شمو مورا ہیروشی، ڈائرکٹر انفرمیشن بیورو (اخبار نو

کو ہز میجسٹی کے ارشادات کے بارہ میں بریف کر رہے تھے شمو مورا کے
سیکرٹری کا بیان ہے کہ آنسو اُن کے چہرے پر مسلسل بہہ رہے تھے،
آواز رندھی ہوئی تھی، یوں لگتا تھا جیسے وہ پریس کانفرنس کی بجائے
کسی مجلس عزا سے خطاب کر رہے ہیں۔

"آساہی شمبن" کے ایک رپورٹر نے کہا کہ اسے اُس وقت اپنے
رونے کا احساس ہوا جب آنسو کاغذ پر ٹپ ٹپ گرنا شروع ہو گئے۔

شمو مورا کا رنگ زرد اور چہرہ اُترا ہوا تھا مگر اس کے باوجود
وہ بولے جا رہے تھے۔ انہوں نے اخبار نویسوں کے تمام سوالات کا
بڑی ہمت سے جواب دیا، اُن سے توگو اور یونائی اور دونوں چیف
آف سٹاف اور جنرل انامی کے اختلاف رائے کا بھی ذکر کیا ـــ
جب میٹنگ ختم ہوئی تو ایک آنکھ بھی خشک نہیں تھی! یہ آنسوؤں کا
وقت تھا!!

لیفٹیننٹ کرنل فوبا ہیروشی سٹاف آفیسر ایسٹرن ڈسٹرکٹ
آرمی اپنے کسی سرکاری کام کے سلسلہ میں لیفٹیننٹ جنرل موری تاکیشی،

کمانڈر فرسٹ امپیریل گارڈز ڈویژن کے پاس آئے تھے۔ دو
سوار دستہ سے تعلق رکھتے تھے اور کرنل فوہا، وار کالج میں جنرل مو
کے شاگرد بھی رہ چکے تھے، دونوں کے تعلقات باپ بیٹے جیسے ر
اور اب بھی یوں لگتا تھا جیسے بیٹا اپنے پریشان باپ کی پریشانی بانٹ
کے لئے اس کے پاس آیا ہوا ہے۔

جنرل موری یہ جاننے کے لئے پریشان تھے کہ شہنشاہ کا ہتھیا
ڈال دینے کا فیصلہ سن کر ایسٹرن کمانڈ والوں کا ردِ عمل کیا ہوگا!

کرنل فوہا نے پوچھا "کیسا ردِ عمل؟"

جنرل موری نے کہا "اگر شہنشاہ ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کریں تو ہما
فرض ہے کہ ہم اس کی تعمیل کریں۔ آج بہت سے نوجوان افسر تواتر
کے ساتھ میرے پاس آتے رہے ہیں اور سب کا مطالبہ یہی رہا ہے
کہ ہم بغاوت میں شریک ہو جائیں —— مگر میں نے سب کو بتا دیا
ہے کہ ایسا ناممکن ہے۔ میں کسی ایک سپاہی کو بھی کوئی حکم ہز میجسٹی کے
ارشاد کے خلاف جاری نہیں کروں گا!"

جنرل موری نے اچانک کرنل فوہا کے چہرے کی طرف دیکھا

کہیں یہ بھی تو اُن نوجوانوں کی طرح جذبات میں نہیں بہہ گیا ہے؟
فوہا یہ سوچ رہا تھا کہ موری کی باتوں میں کتنا ٹھہراؤ، عقیدہ میں کتنی
پختگی اور طبیعت میں کتنی سادگی ہے۔ لوگ اگر انہیں راہب
جرنیل کہتے ہیں تو غلط نہیں کہتے۔

جنرل موری نے کہا: "مجھے احساس ہے کہ شاید میں نوجوانوں
کو پوری طرح قائل نہیں کر سکا۔ وہ ایک بار پھر ضرور میرے پاس
آئیں گے۔ میرے ساتھ وہ جو چاہیں کریں میں اُن کا ساتھ نہیں
دے سکوں گا۔ میں ایسٹرن کمانڈ والوں سے بھی توقع رکھتا ہوں کہ وہ
ان کا ساتھ نہیں دیں گے —— شہنشاہ کا فیصلہ بہرحال شہنشاہ کا
فیصلہ ہے اس کے خلاف کچھ نہیں ہونا چاہیئے —— اور یہ ظاہر ہے
کہ شہنشاہ شاید ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کریں گے۔"

یہ کہہ کر جنرل موری اُٹھے اور اپنی تلوار کو چھڑی کے طور پر استعمال
کرتے ہوئے ٹہلنے لگے۔ انہوں نے کھڑکی میں سے باہر جھانکا ——
چیودوری کا فوجی تالاب پر پانی دوپہر کی تمازت میں چمک رہا تھا
اور اُس کے پیچھے فوکیتیچ گارڈن کے جھنڈے لہرا رہے تھے جہاں شاہی لائبریری

تھی اور جہاں آجکل شہنشاہ رہائش رکھتے تھے۔ راہب موری نے سوچا کہ یہ منحنی سا شخص اپنے آباء و اجداد کی رُوحوں کے سامنے کس طرح اپنی رُوح کا بوجھ ہلکا کرنے میں کامیاب ہوگا! مگر کوئی اور اس کی رُوح کے بوجھ کو کس طرح ہلکا کر سکتا ہے؟

جنرل موری کو ابھی تک علم نہیں تھا کہ شہنشاہ ہتھیار ڈالنے کے فیصلہ کا اعلان فرما چکے ہیں کیونکہ مارکوئیس رکیدو نے انہیں اس بارہ میں کچھ نہیں بتایا تھا۔

کرنل فوہارا نے راہب جرنیل سے اجازت طلب کی اور ہشاش بشاش رخصت ہوا۔ یہ اس کی جنرل موری سے آخری ملاقات تھی!

۱۴ر اگست

ایک بجے سے دو بجے تک

ایک بجے، انیس آدمی، وزیر اعظم کے دفتر میں ایک لمبی چوڑی میز کے گرد کابینہ کی میٹنگ کے لئے جمع تھے۔ وزراء اور انفرمیشن بیورو، مقننہ اور پلاننگ بیورو کے ڈائرکٹروں کے علاوہ وزیر اعظم کے صاحبزادے ہاجیمے بھی موجود تھے۔ ہاجیمے اپنے باپ کے مددگار کے طور پر آئے تھے کیونکہ سوزوکی بہت اونچا سُنتے تھے اور ایسے موقعوں پر اپنے بیٹے کے کانوں سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ سوزوکی سب سے زیادہ معمر مگر سب سے زیادہ صحت مند نظر آتے تھے۔ اس دَوران بھی جب مُلک ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا وہ خوب سوتے اور خوب کھاتے تھے۔ دوسروں کا یہ حال تھا کہ اُن کی آنکھیں خون کی طرح سُرخ اور چہرے اُترے ہوئے اور زرد تھے۔ نیند اور آرام اُن سے کوسوں دُور تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ابھی کسی کی تدفین کی رسوم پوری کر کے آرہے ہیں! سوزوکی،

کابینہ کے اجلاس میں اتنے اطمینان اور سکون سے بیٹھے تھے کہ دوسروں
کو گمان ہوتا تھا کہ وہ اُن کی باتیں سُن بھی رہے ہیں یا نہیں؟ اُن کے
چہرے سے جذبات کی ہلکی سی پرچھائیں بھی نہیں گزرتی تھی!

اس میٹنگ کے آغاز میں اُنہوں نے فرمایا —— "ہم دوبار ہز میجسٹی
کو تکلیف دینے کا گناہ کر چکے ہیں —— ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔
نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ یہ تخت کی بے حرمتی ہے اور یہ ہم سے اس لئے
سرزد ہوئی کہ ہم نے اپنے اختلافات کو بطریقِ احسن طے نہیں کیا
"

اتنا کہہ کر وہ آرام سے بیٹھ گئے۔ کابینہ نے متفقہ طور پر شہنشاہ
کے ارشاد کی توثیق کر دی۔

جنرل انامی بھی خلافِ معمول بڑے مطمئن بیٹھے تھے۔ یوں لگتا
تھا وہ سب جھگڑے چکا چکے ہیں اور ان کا کسی سے کوئی اختلاف
نہیں ہے، اپنے ضمیر سے یا باہر کی دنیا سے!!

آج کے اجلاس کا اصل مقصد شہنشاہی فرمان کا مسودہ تیار کرنا
تھا۔ چیف کیبنٹ سیکرٹری نے کابینہ کو بتایا کہ مسودہ کو ہز میجسٹی

کے الفاظ میں ڈھالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

کابینہ نے ایک اور ریزولیوشن بھی پاس کیا۔ یہ ریزولیوشن،
ہز میجسٹی کے حضور کابینہ کے تمام ارکان کی طرف سے ایک معذرت
اور معافی نامہ تھا جسے فرمان کے جاری ہونے سے پہلے ہز میجسٹی
کی خدمت اقدس میں پہنچانا تھا۔

جب ایڈمرل ریٹائرڈ سوزوکی کانتارو نے اپریل میں وزارتِ
عظمیٰ سنبھالی تھی ساری دنیا جانتی تھی کہ جاپان جنگ ہار چکا ہے مگر فوج
اور جاپانی عوام اس حقیقت سے بے خبر تھے!! حالات دن بدن بدتر
ہوتے جارہے تھے۔ چاول کا صرف اگست تک کا کوٹا موجود تھا۔
اگر جاپانی عوام جنگ سے بچ جائیں گے تو فاقوں کا شکار ہو جائینگے۔
آج کی کابینہ کا اجلاس تمام وزراء کے لئے اندوہناک ہونے کے
باوجود ایک قسم کا اطمینان بھی لے کر آرہا تھا۔ تمام معالج بیمار کے
بستر کے گرد جمع تھے اور بیمار شاید آخری سانس لے رہا تھا!!

ایک بج کر چند منٹ پر جاپان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن
NHK کے صدر اوہاشی ہاچیرو، ملکی بیورو کے ڈائرکٹر یابے کینجیرو،

اور ٹیکنیکل بیورو کے ڈائرکٹر آراکاوا ادائیتارو، انفرمیشن بیورو
دفتر میں داخل ہوئے۔ ایک کیبنٹ سیکرٹری نے انہیں بتایا کہ کچھ
دیر میں جنگ ختم کرنے کا ایک شاہی فرمان جاری ہونے والا ہے۔
ڈائرکٹر انفرمیشن بیورو کا بیان ہے کہ شہنشاہ بنفسِ نفیس ریڈیو پر
وہ فرمان نشر فرمائیں گے" ___ تینوں سکتہ میں آگئے۔ شہنشاہ تو دیوتا
ہیں بھلا وہ کیسے اِس حقیر مائیکروفون کے سامنے آئیں گے!! تینوں نے
اپنی رگوں میں سرد لہر دوڑتی ہوئی محسوس کی! ___ شہنشاہ کا فیصلہ
مقدس تھا مگر اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانا شاید زندقہ کے زمرہ میں
آنا تھا!!

سیکرٹری نے اُنہیں یہ بھی بتایا کہ "کابینہ اِس بات کا فیصلہ
کرے گی کہ شہنشاہ بنفسِ نفیس نشر فرمائیں گے یا فرمان کا ریکارڈ
تیار ہوگا۔ بہرحال آپ لوگ دونوں صورتوں کے لئے پوری طرح
تیار رہیں۔"

اوہاشی نے NHK کی طرف سے ذمہ داری قبول کی اور
تینوں اپنے ہیڈکوارٹر میں واپس چلے گئے۔ یا آبے کو ۲ دسمبر ۱۹۲۸

کا وہ واقعہ یاد آگیا جب وہ NHK کا ڈائرکٹر تھا۔ کیوتو میں شہنشاہ
کی تاجپوشی کے سلسلہ میں ایک تقریب تھی۔ اس کی کارروائی ریڈیو
سے براہِ راست نشر ہو رہی تھی، یکایک یا آبے اُچھل کر کھڑے ہوگئے
[illegible] شہنشاہ کی آواز آرہی تھی وہ فوج سے خطاب فرما رہے
تھے۔ اگرچہ ریڈیو کے مائیکروفون ہز میجسٹی سے تقریباً پچاس گز
پرے محفوظ فاصلہ پہ تھے مگر ہوا کی لہریں اس آواز کو نجانے کیسے
اُٹھا کر مائیک تک لا رہی تھیں۔ یا آبے سُن ہوگئے تھے کہ فوج والے
اس بے حرمتی پر کتنے سیخ پا ہوں گے! اور وہ ہوئے بھی تھے مگر شہزادہ
ناکا کی مداخلت سے معاملہ رفع دفع ہوا تھا، جو ملکہ کے چچا تھے!

اس کے بعد NHK نے دوبارہ وہ کارروائی نشر کرنے کی اجازت
مانگی تھی مگر ہر بار سختی سے انکار کر دیا گیا تھا۔

اور اب اگرچہ شہنشاہ کی آواز نشر کرنا کتنی بڑی عزت افزائی
ہوگی مگر اس سے بڑھ کر کتنی بڑی ذمہ داری ہوگی کہ "گونج کی آواز"
اس کی تمام رعایا تک تمام و کمال پہنچے اور اس میں کوئی رخنہ یا خرابی
پیدا نہ ہو!

کابینہ نے فیصلہ کیا کہ شہنشاہ کی آواز ریکارڈ کرکے نشر کی جا چنانچہ ڈائرکٹر اوہاشی کو مطلع کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ وہ تین شاہی محل میں پہنچ جائیں اور اس معاملہ کو سختی سے بصیغہ راز رکھیں شہنشاہ کے دفتر میں ریکارڈنگ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مشین ساتھ کے کمرہ میں رکھی جائیں اور ایک ہز میجسٹی کے سامنے دیا جائے!

درباری ایریٹی سُو کے ماسا، اسی روز شیوبارک کے محل میں رہنے والے شہزادوں اور شہزادیوں کی خیر خبر پہنچانے کے لیے ٹوکیو واپس آئے تھے۔ انہیں یقین نہیں آتا تھا کہ شہنشاہ ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ فرما چکے ہیں اور اب طیاروں کی سنسناہٹ اور توپوں کی گھن گرج خاموش ہو جائے گی۔ ایریٹی نے اپنی رپورٹ گرینڈ چیمبرلین فیوجیتا ہیسا نوری کو پہنچائی اور فیوجیتا نے کیدو کو۔ کیدو نے فیوجیتا سے ذکر کیا کہ شہنشاہ نہ صرف قوم سے خطاب فرمائیں گے بلکہ ہز میجسٹی فوج اور نیوی کے ہیڈکوارٹر میں جانے کا بھی پرو رہے ہیں جہاں وہ نوجوان افسروں کو خود اپنے فیصلہ سے آگاہ فرمائیں

کا عزم رکھتے ہیں ـــــ مگر یہ کتنی عجیب اور ناقابلِ یقین بات ہے! اس کا انحصار فوج اور نیوی کے ردِ عمل پر ہے۔ اگر وہ لوگ جذبات کی رو میں بہہ گئے تو کتنا خون خرابہ ہوگا اور شاید خانہ جنگی شروع ہو جائے۔ مگر اس کے باوجود شہنشاہ کو یوں فوج اور نیوی کے افسروں تک نہیں جانا چاہیئے۔ کیدو نے جنرل انامی کو شہنشاہ کے اس ارادہ سے مطلع کرنے کا فیصلہ کیا کہ کہیں وقت ہاتھ سے نکل نہ جائے!

اور شاید وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا!!

کیا ایک تنہا شخص تاریخ کا رُخ موڑ سکتا ہے؟ کیا میجر ہاتانا کا میں اتنی قوت ہے؟ ہاتانا کا' اپنے ساتھیوں میں بہت مقبول تھا۔ اس کی وفاداری شکوک سے بالا تھی' وہ اپنے دل کی صفائی اور مقصد کی لگن میں منفرد تھا' وہ گھوڑے کی طرح محنتی تھا اور چاق و چوبند ـــــ بادی النظر میں وہ ہرگز 'خطرناک' نظر نہیں آتا تھا۔ مگر جنرل انامی کا آخری فیصلہ سُننے کے بعد ہاتانا کا نے اپنی زندگی کا

سب سے اہم اور مشکل فیصلہ کر لیا تھا۔

منگل کی اِس صبح ایک اور انقلابی بھی سرگرم عمل تھا۔ وہ ہاتانا کا سے بالکل مختلف شخصیت کا مالک تھا۔ اُس نے نیوی کے وزیر اور چیف آف سٹاف کو تار بھی دیئے تھے کہ وہ نیوی کی کمزوریوں پر نگاہ رکھیں۔ اس کے تار کا ایک فقرہ معنی خیز تھا۔ "نیوی اور فوج کے افسروں کی ٹریننگ یہ ہے کہ وہ کبھی ہتھیار نہ ڈالیں اور اب اُنہیں امن پسندوں کا سامنا ہے" مگر اس کے تار پہنچنے تک شہنشاہ فیصلہ فرما چکے تھے اور نیوی اُن کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کر چکی تھی!

مگر وہ بیٹھنے، ٹھانے اور رونے رُلانے والا افسر نہیں تھا۔ وہ اُٹھا اور دوپہر کی چلچلاتی دھوپ میں 'آتسوگی' کی طرف روانہ ہو گیا جہاں ۳۰۲ ایئر کور کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ اس کور کے پاس نئے نئے طیارے تھے۔ رائیدن، گیکو، سوئیسی اِی۔ اور نیا ایئر بیس چوبیس گھنٹہ مستعد اور آباد تھا۔ آتسوگی کا ہوائی اڈہ بہت بڑا ہوائی اڈہ تھا۔ اس کی اپنی زیرِ زمین وسیع وعریض ورکشاپ تھی جہاں نئے نئے طیارے

تجرباتی تیاری کے مراحل میں تھے۔ اِس اڈہ پر تقریباً سات ہزار طیاروں کی گنجائش تھی اور تقریباً اتنے ہی سٹاف کی!

جو شخص تیزی کے ساتھ آتسوگی جا رہا تھا وہ نیوی کا کیپٹن کوزونو یاسونا، تھا۔ اُس وقت اُس کی گھڑی میں پُورے دو بجے تھے!!

۱۴ اگست

۲ بجے سے تین بجے تک

چلچلاتی دُھوپ تھی اور حبس کی کیفیت! دار الحکومت کی گلیوں میں چلنے پھرنے والے لوگ، محض سائے تھے! خاموش، کمزور اور اُداس۔ کوئی نہیں جانتا تھا یہ طویل بھیانک خواب کب ختم ہو گا۔

امپیریل لائبریری میں شاید اتنی گرمی نہیں تھی۔ ہز میجسٹی نے دوبارہ مارکوئیس کیدو کو طلب فرمایا اور تقریباً ایک گھنٹہ تک ریکارڈنگ کے بارہ میں گفتگو فرماتے رہے۔

وزارتِ جنگ کے ملٹری افیئرز سیکشن کے لیفٹیننٹ کرنل ایدا ماسا تا کا اپنی کرسی پر بے حس اور خاموش بیٹھے تھے، بونیفادم

کے بٹن کھول رکھے تھے۔ انہیں یوں لگتا تھا جیسے وہ سب کچھ کھو چکے ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے تک وہ آخر وقت تک جنگ جاری رکھنے کے حق میں تھے اور اب اُن کے لئے اپنی کُرسی سے اُٹھنا بھی دشوار تھا! مگر خیالات کی یلغار جاری تھی —— کیا جاپان، جاپانیوں کے لئے اُن کی زندگیوں سے زیادہ عزیز اور قیمتی نہیں ہے؟ اگر واقعی اُن کا مُلک مقدس اور ناقابلِ فنا ہے تو حکومت اِس مُلک کی دیوتائی ہیئت کو ہتھیار ڈال کر، تباہ کر سکتی ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ حکومت کے کارندے شاہی فرمان کو محض اپنی زندگیاں بچانے کے لئے ڈھال کے طور پر استعمال کر رہے ہیں؟ وہ شکست کی تمام تر ذمہ داری شہنشاہ کے مقدس کندھوں پر ڈال دینا چاہتے ہیں! ان کا یہ اقدام کتنا قابلِ نفرین ہے! جاپان، اس اذیت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے خودکشی کر رہا ہے! کرنل اِیدا نے سوچا اب مجھے زندہ رہنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ مَیں کیوں اپنے آپ کو اس اذیت سے دوچار کر رہا ہوں۔ پیشتر اس کے کہ مَیں کُتّے کی موت مارا جاؤں، مجھے خود موت کو گلے لگا لینا چاہیئے! لیفٹیننٹ

کرنل نے اپنے افسر کرنل اراؤ کی طرف دیکھا جو اپنی میز پر بیٹھے ہتھیار ڈالنے کے لئے زمین ہموار کر رہے تھے۔

کرنل اراؤ اور کیتسوگو، نائب وزیرِ جنگ واکاماتسو کی ہدایات کی روشنی میں آرمی پالیسی کی تفصیلات طے کر رہے تھے تاکہ جاپان کی آنے والی نسلیں فوج کے نقطۂ نظر کو بہتر طور پر سمجھ سکیں کہ فوج نے ہمیشہ ہی ہتھیار ڈالنے کی مخالفت کی اور اپنی جدّوجہد آخری وقت تک جاری رکھنے کی حامی تھی۔ مگر جب شہنشاہ نے فیصلہ فرما دیا تو فوج نے سرِ تسلیم خم کر دیا، کیونکہ ہتھیار ڈالنے میں شاید جاپان کی حیثیت قائمہ کو اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا نقصان خانہ جنگی کی صورت میں پہنچ سکتا ہے!

کرنل اراؤ نے یہ تفصیلات لکھنے کے بعد جنرل انامی کی طرف آدمی بھیجا تاکہ اُن کی منظوری کے بعد فیلڈ مارشل سوگی یاما اور جنرل اومیزو کے دستخط بھی کرائے جا سکیں

کابینہ کے اجلاس میں اس مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی کہ آیا شہنشاہ بنفسِ نفیس فوج اور نیوی کے افسران کے سامنے تشریف لیجائیں یا

ذلیجا میں۔ آخر ایڈمرل یونائی نے کہا "میں نیوی کے اچھے کردار کی ضمانت دیتا ہوں!" جنرل انامی نے کہا "میں فوج کے بارہ میں اسی توقع کا اظہار کرتا ہوں" —— مگر ہز میجسٹی کو کسی صورت میں بھی یہ تکلیف دینا مناسب نہیں!

دوسرا مسئلہ ڈائرکٹر اوور آل پلاننگ بیورو، اکیدا سومی ہیسا نے پیش کیا تھا کہ فوج اور نیوی کو ہدایت جاری کر دی جائے کہ وہ پچھلے دستور کے مطابق اپنی فوجی نوعیت کی تنصیبات کو، ہتھیار ڈالنے سے پہلے، تباہ نہ کریں بلکہ انہیں اسی طرح ٹھیک ٹھاک رہنے دیں۔ اس سے اتحادیوں کا اعتماد بڑھے گا! اور یہ ہدایت ہتھیار ڈالنے سے پہلے جاری ہو جانی چاہیئے۔ دونوں وزراء نے اس پر صاد کیا۔

کابینہ کے رفقاء، جنرل انامی کے طرزِ عمل کو بڑی حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ وہی جنرل، جو جنگ کے اتنے حامی تھے اب یکایک اتنے مطیع اور فرمانبردار کیسے بن گئے ہیں؟ کیا اس میں کوئی چال ہے؟ یا وہ صرف معزز شکست خوردہ جرنیل کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں؟ یہ سکون اور اطمینان اور فرمانبرداری کسی طوفان کا پیش خیمہ تو نہیں!!

جنرل کا چہرہ کسی غیر معمولی تأثر کا مظہر نہیں تھا۔

وزارتِ عظمیٰ سے آدھے میل کی مسافت پر، ٹیکنیکل بیورو کے ڈائرکٹر آراکاوا دائیتارو، اپنے اسسٹنٹ کوماگاوا ایواؤ، کو خفیہ ہدایات دے رہے تھے کہ ہز میجسٹی کی ریکارڈنگ کب اور کہاں ہوگی اور یہ کہ وہ اس کے لئے مناسب سامان تیار کر لے۔ کوماگاوا کا چہرہ اس بھاری اور ناقابلِ یقین ذمہ داری کے احساس سے شدید کرب کا اظہار کر رہا تھا مگر ذمہ داری بہرحال ذمہ داری تھی۔ اس نے اور اس کے تین ساتھیوں نے 14 K-TYPE قسم کے دو ریکارڈر اور دو تسووا۔اے ٹائپ مائیکروفون، نکالے اور اپنی قوم کو امن دلانے میں اپنا حصہ ادا کرنے کی تیاری کرنے لگے!

میجر ہاتاناکا اور لیفٹیننٹ کرنل شیئیزاکی، امپیریل گارڈز ڈویژن کے میجر اِشی ہارا اور میجر کوگا سے اپنے مقاصد کے بارہ میں بات چیت کر رہے تھے۔ اسی میجر کوگا سے، جو جنرل ٹوجو کے داماد تھے اجاڑی اس بات پر متفق تھے کہ شہنشاہ کو پوٹسڈم کی شرائط ماننے پر مجبور

کرنے والے شہنشاہ کے غدار مشیر ہیں لہٰذا شہنشاہ نے دل سے یہ شرائط تسلیم نہیں کی ہیں۔ اس لئے امپیریل گارڈز ڈویژن کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ شہنشاہ کو ان غداروں کے نرغے سے نکالے۔ اس معرکہ میں موت تو یقینی ہے مگر موت کی کوئی حقیقت نہیں! یوں بھی آئے گی اور ویسے بھی! مگر وہ موت زیادہ عظیم الشان ہے جو ایک عظیم مقصد کے حصول کے راستہ میں آئے۔ قدیم جاپان کے ناکام ہیروؤں کی طرح ان کا نام بھی تاریخ میں آجائے گا۔ وہ اپنے انقلاب کی تفصیلات طے کرنے میں جُت گئے!

جنرل اناامی نے کرنل اراؤ کی تفصیلات سے اتفاق کیا۔ اُس وقت وزارتِ جنگ میں جاپان کی چیدہ فوجی شخصیتیں موجود تھیں۔ چیف آف سٹاف، ڈائرکٹر جنرل ملٹری ایجوکیشن، نائب چیف آف سٹاف، نائب وزیر جنگ، دونوں فیلڈ مارشل اور تمام شعبوں کے سربراہ! جنرل نے ایک کاغذ میز پر رکھا اور کہا کہ سب لوگ اس پر دستخط کریں۔ سب نے خاموشی سے دستخط کر دیئے مسودہ یہ تھا:

وزارتِ جنگ

۱۴ اگست۔ ۲:۴۰ بعد دوپہر

"امپیریل فوجیں، ہر صورت اور ہر حال میں ہز میجسٹی شہنشاہ کے فرمان پر سختی سے عمل درآمد کریں گی۔"

دستخطوں کے بعد جنرل اومیزو نے کہا "میرا خیال ہے ایئر فورس والوں سے بھی اس پر دستخط کروا لئے جائیں۔" چنانچہ کمانڈر کاواابے، کو بھی طلب کر لیا گیا۔

فوج کے سربراہان اس کاغذ پر دستخط کر رہے تھے اور میجر ہاتاناکا اور اُس کے ساتھی اپنے پلان پر غور و خوض کر رہے تھے کہ ٹوکیو سے دومے نیوز ایجنسی کے حوالہ سے امریکی ریڈیو نے یہ نشریہ نشر کیا:

"ٹوکیو۔ ۱۴ اگست۔ معلوم ہُوا ہے کہ اعلامیہ پوٹسڈم کو تسلیم کرنے کے بارہ میں ایک شاہی فرمان عنقریب جاری ہونے والا ہے۔"

اس وقت ۲:۴۹ بجے تھے، غالباً باہر کی دُنیا کے لئے جنگ کے خاتمہ کے بارہ میں یہ پہلی خبر تھی!

۱۴ / اگست

۳ بجے سے چار بجے تک

NHK کی ٹیم اپنے ریکارڈنگ کے سامان کے ساتھ خاص موٹر میں شاہی محل پہنچی اور دوسری منزل پر اپنے آلات کو ٹھیک ٹھاک کرنے میں مصروف ہو گئی۔ کسی درباری نے یہ پوچھا کہ "کیا شہنشاہ اپنی آواز کی ریکارڈنگ سُن سکیں گے؟" جواب اثبات میں تھا۔ مگر پلے بیک مشین موجود نہیں تھی، چنانچہ وہ مشین بھی منگوالی گئی اور یہ لوگ مقدّس گونج کی آواز ریکارڈ کرنے کے مقدّس انتظار میں بیٹھ گئے!

ابیچی گایا کی پہاڑی پر سینیئر فوجی افسران عجیب ضغطے کے عالم میں تھے اور سوچ رہے تھے کہ ہماری جنگی تربیت یعنی "بوشیدو" اور روایتی فداکاری یعنی 'ساموُرائی'[1] کے تمام ضوابط کہاں ہیں!

[1] ساموُرائی، جاپان کی قدیم تاریخ کے ایسے فداکاروں کو کہا جاتا تھا جو اپنے

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ)

ہماری ناقابلِ شکست فوج اب مٹّی کے ایک ایسے برتن کی طرح ہے جسے ذراسی ٹھوکر ٹکڑے ٹکڑے کر سکتی ہے۔

صرف ایک آدمی روایتی فداکاری کے اصولوں پر کاربند ہونے کا عہد کر رہا تھا اور وہ تھا جنرل انامی! جنرل انامی کھڑکی کے پاس کھڑے تھے اور باہر خلاؤں میں گھُور رہے تھے۔ وہ پیچھے ہٹے اور وزارت کے تمام سینیئر افسران کو طلب فرمایا۔ افسر جمع ہوئے۔ جنرل انامی نے خطاب کرتے ہوئے کہا "جب شہنشاہ نے جمعہ کے روز دشمن کے اعلامیہ کو قبول فرمانے کا فرمان فرمایا اُس وقت یہ بات واضح نہیں تھی کہ آیا دشمن ہماری ہیئتِ حاکمہ کو قائم رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے یا نہیں؟ اس لئے فیصلہ کا انحصار دشمن کے جواب پر تھا اور آج دشمن کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ تین گھنٹے پہلے شہنشاہ نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۸۔ آقا اور اپنے قبیلہ کے لئے سب کچھ قربان کر دیتے تھے اور انکی وفاداریاں غیر مشکوک ہوتی تھیں۔ "ساموُرائی" صرف ایک لفظ نہیں تھا بلکہ ایک خاص لفظ منفرد تھا۔ "بوشیدو" جنگی اخلاقیات کے ضوابط۔

اعلامیۂ پوٹسڈم کو قبول کر لینے کا فیصلہ فرما دیا ہے اور فوج نے شہنشاہ کے حکم کی تعمیل کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے کیونکہ یہی ملک کے بچاؤ کی آخری صورت ہے۔ چند منٹ پہلے فوج کے اعلیٰ افسران نے شہنشاہ کی تعمیل کرنے کا حلف اُٹھایا ہے۔ فوج کا کوئی افسر شہنشاہ کے حکم سے سرتابی نہیں کرے گا۔"

کمرہ میں سناٹا تھا۔ جنرل نے تھوڑے سے وقفہ کے بعد کہا "میں جانتا ہوں کہ حالات غیر معمولی ہیں مگر تعمیل کرنا سپاہی کا بنیادی جوہر ہے۔ جاپان کے روشن مستقبل کے بارہ میں مجھے کوئی شبہ نہیں۔ تم لوگ ..."

"تم لوگ" کے لفظ پر سب افسر چونکے کیونکہ جنرل نے اپنی ذات کو کبھی فوج سے علیحدہ نہیں کیا تھا پھر یہ "تم لوگ" کا کیا مطلب ہے؟

"تم لوگ یاد رکھو کہ موت تمہیں اِس ذمہ داری سے سُبکدوش نہیں کر سکتی —— تمہارا فرض ہے کہ تم لوگ زندہ رہو اور اپنے ملک کی تعمیرِ نو کے کام میں مصروف ہو جاؤ —" تمام افسروں کو یقین ہو گیا کہ یہ جنرل کا آخری فرمان ہے اور جنرل نے اُنہیں خودکشی نہ کرنے

کا حکم دیا ہے۔ مگر کیا جنرل خود ایسا سوچ رہے ہیں؟

نائب وزیر جنگ کھڑے ہوئے اور جنرل کو یقین دلایا کہ اُن کے احکامات پر عمل کیا جائے گا۔ جنرل ڈائس سے نیچے اُتر گئے۔ اُس وقت وزارتِ جنگ کے تمام افسر موجود نہیں تھے کیونکہ حاضری نہیں لگائی گئی تھی۔ لیفٹیننٹ کرنل اداؤ، میجر ہاتاناکا اور کرنل شیئےزاکی بھی موجود نہیں تھے۔ میجر ہاتاناکا اُس وقت ایسٹرن کمانڈ کے کمانڈر جنرل تاناکا کے دفتر میں داخل ہو رہے تھے۔ جونہی اچانک وہ جنرل تاناکا کے کمرہ میں داخل ہوئے جنرل کے ایجوٹنٹ نے اپنی تلوار پہ ہاتھ رکھ لیا کیونکہ ۱۹۳۵ء میں ایک ایسی ہی واردات میں جنرل ناگاتا قتل ہو چکے تھے۔ کسی اختلاف کی بناء پر لیفٹیننٹ کرنل آئی زاوا جنرل ناگاتا کے دفتر میں داخل ہوا تھا اور یکایک تلوار کا وار کر کے جنرل ناگاتا کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا —— اب جنرل تاناکا نے میجر ہاتاناکا کو کوئی بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیا اور چیخ کر کہا "تم یہاں کیوں آئے ہو؟ دفعہ ہو جاؤ" میجر ہاتاناکا خاموش رہا —— اُس نے ایک لمحہ کے لئے جنرل کو دیکھا، واپس مڑا، سلیوٹ کیا، اور دفتر

سے نکل گیا۔ جنرل تانا کا نے کہا "میرا خیال ہے یہ ناگاتا والی واردات دُہرانے آیا تھا!"

اس منگل کی صبح جنرل تانا کا یہ سوچ رہے تھے کہ ان کی ایسٹرن ڈسٹرکٹ آرمی محض دفاعی فوج ہے مگر اپنی دفاعی صلاحیتوں سے بالکل محروم ہو چکی ہے اور ٹوکیو میں رہنے والے ایک کروڑ بیس لاکھ افراد محض حالات کے رحم و کرم پر ہیں۔ ایسی صورت میں فوج کے کسی افسر کی طرف سے غیر ذمہ دارانہ حرکت مُلک کو تباہی سے دوچار کر سکتی ہے۔ "بوشیدو" اپنی جگہ پر ہے کہ پیچھے ہٹنا، ہتھیار ڈالنا گناہ ہے اور آخر وقت تک لڑنا ثواب۔ جاپان میں اس وقت تین لاکھ فوجی ہیں۔ کامی کازے حملوں کے لئے سات ہزار طیارے بھی موجود ہیں مگر کیا اس کے باوجود دشمن کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے؟ شاید نہیں!

وزارتِ جنگ کے عقب میں ضروری کاغذات کو نذرِ آتش کیا جا رہا تھا کہ نیچے تہ خانہ سے لیفٹیننٹ کرنل ایدا آئے اور ان شعلوں

کو دیکھ کر پاگلوں کی طرح چلّائے۔ "ہاں! ہاں جلاؤ، صرف جلانا ہی مقدّر ہے۔ ہم سب کو اس شکست کے لئے شہنشاہ سے معافی طلب کرنی چاہیئے اور معافی طلب کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ ہم اپنے پیٹ چیر کر[1] خودکشی کر لیں۔ اس کے علاوہ ہم دُنیا کو کیسے بتا سکتے ہیں کہ جاپان غیر فانی ہے؟ ___ مَیں تو اپنی رُوح کا بوجھ اس طرح ہلکا کر سکتا ہوں۔ بس یہی ایک صورت ہے جس سے شاید مَیں شہنشاہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کر سکوں!"

---

[1] پیٹ چیر کر خودکشی کرنا اصطلاح میں "ہاراکیری" کہلاتا ہے۔ اس میں خودکشی کرنے والا خود اپنے ہاتھ اور اپنی تلوار سے اپنے پیٹ کو پہلے دائیں سے بائیں اور پھر اُوپر سے نیچے کی طرف چیر لیتا ہے اور بہادری سے دَم توڑ دیتا ہے۔ اگر خودکشی کرنے والا زیادہ تکلیف میں ہو تو اُس کا ساتھی اس کا سر قلم کر دیتا ہے۔

۱۴ اگست

۴ بجے شام سے ۵ بجے شام تک

جونہی جنرل انامی، وزیر اعظم کے دفتر پہنچے کابینہ کا اجلاس شروع ہو گیا۔ اس اجلاس میں شہنشاہ کے فرمان کا مسودہ زیر بحث آنا تھا۔ شاہی زبان، عوام کی زبان سے بالکل مختلف زبان تھی کیونکہ شہنشاہ اور عوام کا تعلق دیوتا اور مخلوق کا تعلق تھا، ——

درباری زبان تو بالکل ہی مختلف زبان تھی۔ ساکومیزو، اور کیھارا اس پر بہت محنت کر رہے تھے اور اس کام میں وہ چینی زبان کے دو علماء سے بھی مشورہ کر رہے تھے۔ سب لوگ میز کے گرد بیٹھے۔ مسودہ اُن کے ہاتھ میں تھا۔ بعضوں نے تو اسے دو دو تین تین بار پڑھا۔ مگر جنرل انامی نے اس فرمان کو محض سرسری نظر سے دیکھا اور کہا کہ یہ زبان میری سمجھ سے بالا ہے میں اپنی وزارت کے زبان کے ماہرین سے مشورہ کروں گا۔ چنانچہ مسودہ کی ایک ایک نقل وزارتِ جنگ اور وزارت بحریہ میں بھیج دی گئی۔

میجر ہاتا ناکا وزارت میں پہنچا تو لیفٹیننٹ کرنل ایدا اپنی خودکشی کے فلسفہ کے ساتھ دست و گریبان تھا اور خودکشی کرنے کے لئے اپنے کمرہ کو صاف کر رہا تھا۔ میجر ہاتا ناکا اُسے اُوپر چھت پر لے گیا اور سمجھانے لگا کہ مرنا تو بہرحال ہے کیوں نہ ایک آخری کوشش کر کے دیکھ لیں۔ خودکُشی ایک ناکام ہیرو کا زیور ہے اور اس سے بہتر موت اور کوئی نہیں —— "کرنل!" —— میجر ہاتا ناکا نے کہا "میں شاہی محل پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ شہنشاہ کو اپنی حفاظت میں لے کر غداروں کے نرغہ سے نکال سکوں —— آسمان ہماری مدد کریگا، قسمت ہمارا ساتھ دے گی۔ آپ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں ——"

"مگر میجر!" کرنل ایدا نے کہا "جاؤ دیوتا تمہارے ساتھ ہوں۔ میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ مجھے بہرحال کل مرنا ہے۔"

تھوڑی دیر کے بعد شاہی فرمان کا مسودہ وزارت جنگ سے اس تجویز کے ساتھ واپس آ گیا کہ "جاری کرنے سے پہلے اسکی منظوری پریوی کونسل سے حاصل کی جائے۔" اس تجویز یا اعتراض کی امید تو تھی اور اسی لئے پریوی کونسل کے صدر ہیرانوما کو کابینہ میں تکلیف

دی گئی تھی۔ مگر وزارتِ جنگ کی طرف سے اِس اعتراض سے بہت سے شکوک پیدا ہو رہے تھے۔ کیا فوج اب بھی کچھ اَور کرنے کا سوچ رہی ہے ؟ جنرل انامی، نہایت اطمینان سے بیٹھے تھے۔ اُن کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ آخر دستوری بیورو کے صدر موراسے سے اِس اعتراض کے بارہ میں جواب دینے کو کہا گیا۔ وہ کچھ دیر کے لئے باہر گئے اور قانونی مشورہ کے بعد یہ جواب لائے کہ اگرچہ اعلامیۂ پوٹسڈم ایک خارجی معاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے مگر شاہی فرمان کی صورت میں پریوی کونسل کی منظوری ضروری نہیں — جنرل انامی نے اسی اطمینان اور سکون سے مسودہ کے الفاظ پر بحث میں حصہ لینا شروع کیا۔

شاہی محل میں غیر معمولی طور پر، فرسٹ امپیریل گارڈز ڈویژن کی دوسری رجمنٹ پہلے سے موجود سپاہیوں کی مدد کے لئے داخل ہو رہی تھی۔ عام طور سے ایک رجمنٹ کافی سمجھی جاتی تھی۔ مگر شاید حالات کا تقاضا ایسا تھا۔ رجمنٹل کمانڈر کرنل ہاگا تویو جیرو، خود

رجمنٹ کی کمان کر رہے تھے۔ انہوں نے کیپٹن سوگا کو ہیڈ کوارٹر میں رہنے کا حکم دیا اور خود رجمنٹ کو ڈیوٹی پر لے گئے۔ کیپٹن سوگا کو کچھ شک تو ہوا مگر وہ کیا کر سکتا تھا!

۱۴ر اگست

۵ بجے شام سے ۶ بجے شام تک

پانچ بجکر کچھ منٹ پر سابق وزیر اعظم شہزادہ کونوئے نے مارکوئیس کیدو سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ کیدو خود شہزادہ کے پاس حاضر ہو گئے۔ شہزادہ کونوئے نے کہا "میں نے فرسٹ امپیریل گارڈز ڈویژن کے بارہ میں ایک اُڑتی اُڑتی افواہ سُنی ہے"۔ کیدو نے کہا "نہیں کسی افواہ کا علم نہیں —— مگر میں سمجھتا ہوں کہ فرسٹ امپیریل گارڈز ڈویژن وفادار رہے گا"۔

دربار ہی تو دایا سوشیدے بھی محل میں سپاہیوں کی غیر معمولی تعداد سے کچھ متفکر ہو رہے تھے۔

NHK کے لوگ منتظر تھے کہ کب شاہی فرمان ریکارڈ ہو اور وہ

اس ذمہ داری سے سُبک دوش ہوں مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ
اس فرمان میں تاخیر جنرل انامی کی وجہ سے ہو رہی ہے جو فرمان کے
ایک فقرہ میں ترمیم پر اڑے ہوئے ہیں۔ فقرہ یہ تھا:

"جنگ کی صورتِ حال دن بدن ہمارے خلاف
ہوتی جا رہی ہے۔"

جنرل انامی کا خیال تھا کہ شہنشاہ کی زبانِ مبارک سے
یہ فقرہ ادا نہیں ہونا چاہیئے اس سے عوام یہ تاثر لیں گے کہ فوج
عوام کو اندھیرے میں رکھتی رہی ہے۔ بہرحال یہ بات حتمی ہے کہ ہم
ابھی تک جنگ نہیں ہارے، صرف صورتِ حال ہمارے حق میں
نہیں ہے۔"

اس پر ایڈمرل یونائی اچھل کر کھڑے ہوئے "جاپان تباہی کے
دہانے پر کھڑا ہے۔ اوکی ناوا اور برما ہمارے ہاتھ سے نکل چکے ہیں
اور اب سرزمینِ وطن تک جنگ پہنچ چکی ہے اور ہم یقیناً یہ بھی
ہار جائیں گے ـــــ ہم شکست کھا چکے ہیں۔ ہم صاف طور سے شکست
کھا چکے ہیں ـــــ"

جنرل نے نہایت اطمینان سے کہا "بعض معرکوں میں ہمیں
ہزیمت ہوتی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم مکمل طور پر شکست
کھا چکے ہیں۔ فوج اور نیوی کے نظریات میں بس یہی فرق ہے"

جنرل انامی اپنی ترمیم پر اڑے ہوئے تھے اور کابینہ ایک بار
پھر تعطل کا شکار تھی!

روزنامہ "آساہی شمبون" کے ستاما توشیو اپنے دفتر میں بیٹھے
تھے کہ انہیں فوج کا ایک اعلان موصول ہوا:

"امپیریل ہیڈکوارٹرز
۴ بجے شام
امپیریل فوجوں کو شہنشاہ کا ایک نیا فرمان موصول
ہوا ہے اور اس کے مطابق فوجوں نے امریکہ، برطانیہ،
روس اور چین کی فوجوں کے خلاف کارروائی شروع
کر دی ہے۔"

یہی اعلان تمام دوسرے اخبارات کو بھی بھیجا گیا تھا۔ ستاما

نے فوراً وزیراعظم کے دفتر سے رابطہ قائم کیا کیونکہ وہ صورتِ حال کو کچھ کچھ جانتے تھے۔ سوزوکی مزید گھبرائے گھبرائے جنرل اناکی اور ایڈمرل یونائی کے پاس گئے اور اُن سے اس کا ذکر کیا۔ دونوں ایسے کسی اعلان سے بے خبر تھے۔ فوری طور پر اس اعلان کی تشہیر روک دی گئی۔ سشجاتا نے سوچا کہ اُنھوں نے مُلک کو کتنے بڑے بحران سے بچالیا ہے۔

جنرل اناکی کا کام آسان نہیں تھا۔ وہ یہ سوچ رہے تھے کہ جنرل اوکامورا، کمانڈر انچیف امپیریل فورسز چین کو اُن کے ... کا کیا جواب دیں جس میں اوکامورا نے کہا تھا کہ "ہمیں بہرحال اپنے مقاصد حاصل کرنے کی جدّوجہد جاری رکھنی چاہیئے خواہ اس کے لئے ہمیں آخری آدمی تک قربان کرنا پڑے" — وہ مارشل تیراؤچی کمانڈر انچیف جنوبی ایشیا کو کیا جواب دیں جن کا اس سے ملتا جلتا پیغام اُنہیں پہنچا ہے۔ وہ اپنی وزارت کے افسروں کو کیا جواب دیں جن کو وہ آخری وقت تک لڑنے کے لئے تیار کر چکے ہیں!—

اس لئے جنرل اناکی اس فقرہ پر معترض تھے اور یہ کہنا چاہتے تھے

فوجی صورتِ حال ہمارے حق میں نہیں ہے"— اُن کے خیال میں وہ اس فقرہ کے ساتھ جاپانی فوج کی ستّر سالہ تاریخ کا آخری باب ختم کر سکتے ہیں اور مزید خون خرابے سے بچ سکتے ہیں!

۱۴ / اگست

۶ بجے شام سے ۷ بجے شام تک

محل کے فونٹین گارڈن میں شہنشاہ چہل قدمی فرما رہے تھے مگر بہت متفکّر تھے کہ فرمان کا مسوّدہ ابھی تک کیوں تیار نہیں ہوا، اور ابھی تک محل میں کیوں نہیں پہنچا۔ ایرئی نے جو اُن کے ساتھ تھے یکایک باغ میں بہت سے سپاہیوں کو اکٹھے دیکھا تو اُن کا ماتھا ٹھنکا مگر اُنھوں نے شہنشاہ سے اس کا ذکر نہیں کیا۔

ادھر شہنشاہ کے اے ڈی سی ہاسونوماشیگیرو، فرسٹ امپیریل گارڈز کے کمانڈر جنرل موری سے گفتگو کر رہے تھے۔ اے ڈی سی نے امپیریل گارڈز کے بارہ میں اپنے تفکّر کا اظہار کیا تو جنرل موری نے کہا کہ وہ لوگ کچھ متردّد تو ضرور ہیں کیونکہ ادھر اُدھر سے افواہیں

سُن رہے ہیں مگر مَیں اُن کے بارہ میں مطمئن ہوں" ــــ ہاسونوما نے اطمینان کا سانس لیا اور سوچا جب تک راہب موری موجود ہے ہمیں کسی تردّد کی ضرورت نہیں۔ "ان حالات میں" اُنھوں نے کہا "ہم ضرورت سے زیادہ محتاط بھی تو نہیں ہو سکتے!" جنرل موری نے اُن سے اتفاق کیا۔

شہنشاہ چہل قدمی سے واپس تشریف لائے تو وزیر اعظم سوزُوکی اُن کے منتظر تھے۔ وہ شہنشاہ کو کابینہ کے تعطّل کی خبر دینے اور تاخیر پر معذرت کا اظہار کرنے کے لئے آئے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد جنرل موری کو ایسٹرن ڈسٹرکٹ آرمی کے چیف آف سٹاف جنرل تاناکا کی طرف سے ٹیلیفون آیا۔ جنرل تاناکا نے اُنہیں بتایا کہ ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ ہو چکا ہے اور ایسی صورت میں فوج کا کوئی بھی طبقہ شہنشاہ کی حفاظت کے نام پر کوئی ہنگامہ کھڑا کر سکتا ہے۔ لہذا جنرل موری کو بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیئے۔

جنرل تاناکا کی آواز میں کچھ اُداسی سی تھی۔ وہ اور جنرل موری دونوں جنگ ختم کرنے میں اپنا حصّہ ادا کر رہے تھے۔ آخر کار جب امن آگیا تو وہ دونوں موجود نہیں تھے![1]

ایڈمرل یونائی، کچھ دیر کے لئے اُٹھ کر اپنے دفتر میں گئے۔ جب واپس آئے تو فیصلہ کُن لہجہ میں کہا "مَیں جنرل انامی کی ترمیم کی تائید کرتا ہوں"۔ اِس طرح یہ تعطّل ختم ہوا اور شاہی فرمان کا مسوّدہ منظور ہو گیا۔

جنرل انامی اپنے دفتر پہنچے اور ابھی اپنے پسینہ سے تر ابور کپڑے تبدیل کر ہی رہے تھے کہ دو حضرات تشریف لائے۔ ایک جنرل ٹوجو تھے جو ۷ر دسمبر ۱۹۴۱ء کو جاپان کے وزیر اعظم تھے اور دوسرے فیلڈ مارشل

---

[1] جنرل موری ۱۵ر اگست کی صبح دو بجے باغی افسروں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور جنرل تاناکا نے ۲۴ر اگست کو رات گیارہ بجکر دس منٹ پر پستول سے خودکشی کر لی۔ اپنے آخری نوٹ میں اُنہوں نے لکھا کہ وہ اپنے افسروں اور جوانوں کی طرف سے یہ اقدام اُٹھا رہے ہیں۔

ہاتا تھے جنہیں اپریل ۱۹۴۵ء میں جنرل ٹوجو نے اپنا جانشین نامزد کرنے کی کوشش کی تھی! جنرل ٹوجو یہ کہنے آئے تھے کہ ہتھیار ڈالنے کے بعد ہم لوگ جنگی مجرموں کے کٹہرے میں ہوں گے۔ مگر ہمیں سختی اور ثابت قدمی سے اس موقف پر قائم رہنا چاہئے کہ یہ جنگ خود حفاظتی کی جنگ تھی اور جاپان کے لئے ضروری تھی! جنرل نے سر ہلایا شاید اثبات میں یا شاید یہ کہنے کے لئے کہ ہاں میں نے آپ کی بات سن لی ہے!

فیلڈ مارشل ہاتا یہ کہنے کے لئے تشریف لائے تھے کہ وہ فیلڈ مارشل کا رینک ترک کرنے کے لئے آئے ہیں!

۱۴ اگست

۷ بجے شام سے ۸ بجے شام تک

NHK کے آدمی ابھی تک منتظر تھے اور حیران کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ تاخیر کیوں ہو رہی ہے؟ کہیں کچھ ہو تو نہیں گیا؟ آخر کیا ہو سکتا تھا۔ ایک چیز تو بہرحال ہوئی تھی کہ جنرل انامی نے دو گھنٹے کی جدوجہد کے بعد اپنی ترمیم منظور کروالی تھی۔ آخر شاہی فرمان کا مسودہ شاہی محل

میں بھیج دیا گیا۔ اوگا نے ناموجیرو نے جو شاہی محل کے نائب وزیر تھے، دو آدمیوں کو مسودہ کی صاف نقل تیار کرنے پر مامور کیا۔ ایک نقل پر شاہی مہر ثبت ہونا تھی اور دوسری ریکارڈنگ کے لئے استعمال ہونا تھی۔ مسودہ اتنا کٹا پھٹا تھا کہ اس کی نقل کرنا بہت مشکل کام تھا۔

کابینہ کے اجلاس میں اب اس بات پر غور ہو رہا تھا کہ شہنشاہی فرمان کس وقت نشر کیا جائے۔ جنرل انامی کا خیال تھا کہ اس فرمان کے جاری ہونے سے پہلے جنوبی ایشیا اور چین میں بکھری ہوئی جاپانی فوج کو ہدایات جاری کرنا ضروری ہیں اس کے لئے کافی وقت ملنا چاہئے اس لئے کم از کم ایک دن کے لئے شاہی نشریہ میں تاخیر کر دی جائے۔ مگر ایڈمرل یونائی اور وزیر خارجہ توگو مصر تھے کہ جتنی جلدی ممکن ہو اس کا نشر ہونا ضروری ہے۔ انفارمیشن بیورو کے ڈائرکٹر کا خیال تھا کہ نشریہ کے لئے مناسب وقت دوپہر کا وقت ہے تاکہ سب لوگ اسے سن سکیں ——— جنرل انامی آخر مان گئے اور فیصلہ ہوا کہ اگلے روز بارہ بجے شاہی فرمان نشر کر دیا جائے۔

وزیراعظم نے جنرل انامی سے کہا" آپ اِس کا انتظام کریں کہ تمام مسلّح افواج کو شہنشاہ کے نشریہ کے بارہ میں پیشگی اور بروقت اطلاع پہنچ جائے۔" جنرل نے کہا" مَیں پُوری کوشش کروں گا۔"

جنرل کا لہجہ اور جنرل کا طرزِ عمل کابینہ والوں کے لئے معمّہ بنتا جارہا تھا کہ آخر وہ یکایک اتنے فرمانبردار اور کمزور کیوں بن رہے ہیں؟ کیا وہ استعفٰی دینا چاہتے ہیں؟ بغاوت کرنا چاہتے ہیں؟ یا اُنہوں نے کیا سوچ رکھا ہے ـــــ کسی کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

ایسٹرن ڈسٹرکٹ آرمی والے ہتھیار ڈالنے کی تیاریاں مکمل کر رہے تھے! اور NHK والوں کے لئے ریکارڈنگ کا وقت آرہا تھا!

چیف اے ڈی سی، اپنے دفتر میں بیٹھے تھے کہ کرنل سیٹکے بھاگے آئے اور پُوچھا" سُنا ہے شہنشاہ کوئی فرمان ریکارڈ فرمانے والے ہیں کیا ریکارڈنگ ہو چکی ہے؟" ـــــ اے ڈی سی نے حیرت سے کرنل کی طرف دیکھا۔ کرنل نے کہا" مَیں امپیریل گارڈز ڈویژن کا کرنل ہوں اور یہ بات اس لئے پُوچھ رہا ہوں کہ اگر ضرورت پڑے تو اس کے لئے مناسب انتظامات کر سکوں!"

اے ڈی سی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کرنل نے پھر پُوچھا کہ" کیا ریکارڈنگ ہو چکی ہے؟"

اے ڈی سی نے کہا" جہاں تک مَیں جانتا ہوں ابھی تک ریکارڈنگ نہیں ہوئی"۔ اِس پر کرنل نے اپنے ساتھی سے کہا میرا خیال ہے کہ یہ درست کہہ رہے ہیں، اور دونوں سلیوٹ کر کے رخصت ہو گئے

اے ڈی سی نے پُوچھا کہ" یہ دوسرا شخص کون تھا؟" ایک اور سٹاف افسر نے بتایا" یہ جنرل ٹوجو کا داماد میجر کوگا تھا۔"

۱۴؍اگست

۸ بجے شام سے ۹ بجے رات تک

جُونہی کیپٹن کوزونو، آتسوگی ایئر بیس پہ پہنچا اُس کے جسم پر ایک لرزہ سا طاری ہُوا اور چند لمحوں میں اس کا بُخار آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ پانچ چھ گھنٹے کے آرام کے بعد کوزونو نے اپنے تمام افسروں کو اکٹھا کیا اور کہا مَیں نے آپ کو سوموار کو بھی بتایا تھا کہ مَیں آخری وقت تک لڑنے کا تہیّہ کئے ہوئے ہوں میرا خیال ہے آپ لوگ میرا ساتھ

دیں گے۔"

افسر خاموش رہے۔ کیونکہ جاپانیوں کے لئے "نہیں" کہنا بہت مشکل ہوتا ہے اور خاص طور سے فوج کے افسروں کے لئے تو "نہیں" کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آخر ایک افسر اُٹھا اُس نے کہا "میرا ایک سوال ہے — "ہم اپنے عمل کو ہز میجسٹی کے فرمان کے ساتھ کیسے ہم آہنگ کریں گے؟" کوزو تو نے مسکرا کر کہا "یہ بڑا سادہ سوال ہے — جب ہم مُلک اور شہنشاہ کی خاطر سب کچھ کر رہے ہوں تو ہمارا عمل خود بخود شہنشاہ سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔"

شہنشاہ کے فرمان کی دو صاف نقلیں تیار ہو چکیں تو مارکوئس کیڈو نے دونوں نقلیں شہنشاہ کی خدمت میں پیش کیں۔ اس فرمان میں ۸۱۵ الفاظ[1] تھے۔ ہز میجسٹی نے اس فرمان میں پانچ تبدیلیاں تجویز فرمائیں۔

[1] جاپان کی تصویری زبان کو "کانجی" اور اس کے حروف کو "کیرکٹرز" کہتے ہیں۔ درحقیقت ۸۱۵ کانجی کیرکٹرز تھے اور اتفاق سے یہ فرمان آٹھویں مہینے کی پندرھویں تاریخ کو نشر ہوا۔ اس تاریخ کو بھی جاپانی طرز کے مطابق ۸۱۵ لکھتے ہیں۔

چنانچہ فرمان واپس کابینہ کو بھیج دیے گئے۔ کابینہ نے ہز میجسٹی کی مجوزہ تبدیلیاں فرمان میں شامل کیں۔ جنرل انامی کے تجویز کردہ الفاظ کی آخری شکل یوں ہو گئی کہ:

"جنگ کی صورتِ حال ہماری توقعات کے مطابق نہیں ہے"

تبدیلیاں کرنے کے بعد عام حالات میں مسودہ دوبارہ لکھا جانا چاہیے تھا مگر وقت کم تھا اس لئے اسی مسودہ میں غلط الفاظ پر کاغذ چپکا کر انہیں درست کر دیا گیا۔ وزیر اعظم کی موجودگی میں ۸½ بجے ہز میجسٹی نے فرمان کے نیچے دستخط فرمائے "ہیرو ہیتو"[1] اور اس کے ساتھ شہنشاہی مُہر ثبت کر دی گئی اور ۱۴ اگست کی تاریخ درج کی گئی۔ جاپانی رواج کے مطابق یہ تاریخ یوں لکھی گئی:

"شووا[2] کے بیسویں سال، آٹھویں مہینہ کی چودھویں تاریخ کو دستخط ہوئے!"

---

[1] ہیرو ہیتو جاپان کے ایک سو چوبیسویں شہنشاہ ہیں۔

[2] جاپانی دستور کے مطابق ہر شہنشاہ کے عہد کا ایک نام ہوتا ہے۔ موجودہ شہنشاہ کے دورِ حکومت کو شووا یعنی روشنی کا دور کہتے ہیں۔

دستخط کروانے کے بعد سوزوکی واپس اپنے دفتر چلے گئے کیونکہ
انہیں اور بہت کچھ کرنا تھا

۱۴ اگست

۹ بجے رات سے دس بجے رات تک

جنرل انامی وزارتِ جنگ پہنچے تو وزارت کے صدر دروازے پر کوئی سنتری تک موجود نہیں تھا۔ جنرل کار سے اُتر کر عمارت کے اندر داخل ہوئے تو وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ سب لوگ جا چکے تھے جنرل دفتر میں آئے، تلوار کھول کر دیوار کے ساتھ کھڑی کی اور میز پر بیٹھ کر اپنی درازیں صاف کرنے لگے۔ اُن کے چہرے پر عجیب تاثر تھا شاید وہ اپنے آدمیوں کے بھاگ جانے پر پریشان تھے یا شاید ناراض تھے یا شاید ......

جنرل نے اپنے اے ڈی سی سے کہا کہ وہ لیفٹیننٹ کرنل تاکے شیتا کو بُلا لائے مگر تاکے شیتا نہیں ملا۔ اراؤ کو بُلاؤ، اراؤ بھی نہیں ملا۔ جنرل نے فوج کے نام خود ہی یہ پیغام لکھا اور ہدایت کی کہ یہ پیغام فوری طور

زوں کو بھیج دیا جائے:

"شہنشاہ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ فوج آپ سے توقع رکھتی ہے کہ آپ امپیریل فوج کی روایات کے مطابق کوئی ایسا قدم نہیں اُٹھائیں گے جو فوج کی درخشندہ روایات کے منافی ہو۔

وزیرِ جنگ اور چیف آف سٹاف نہایت غمگین دل کے ساتھ یہ فرمان جاری کر رہے ہیں مگر آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ، اُن کے اور ہز میجسٹی کے جذبات کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچائیں گے —— ہز میجسٹی کل بارہ بجے خود اپنا فرمان نشر فرمائیں گے۔"

اتنی دیر میں کرنل اراؤ، جو وزیرِ جنگ کی تلاش میں اُن کے گھر گئے ہوئے تھے آ گئے۔

جنرل نے کہا "اراؤ!" —— "میں نہیں چاہتا کہ فوج کے نوجوان افسر کوئی احمقانہ اور بہادرانہ قدم اُٹھائیں۔ قوم کو اُن کی ضرورت پڑے گی —— میں چاہتا ہوں وہ زندہ

رہیں —— کوئی خودکشی[1] نہیں ہونی چاہیئے"۔

جنرل نے میز سے سگاروں کا پیکٹ اُٹھایا اور دو سگار کرنل اوڈا کو دیئے۔ باقی اخبار میں لپیٹ کر ہاتھ میں لے لئے اور کابینہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے چلے گئے۔

وزارتِ خارجہ میں نائب وزیرِ خارجہ منتظر تھے کہ شاہی فرمان پر دستخط ہو چکے ہیں کب کابینہ کے ارکان اس پر اپنے دستخط کریں اور کب وہ اتحادیوں کو اطلاع دیں۔ ماتسوموتو کا مسودہ یہ تھا:

"۱۴ر اگست ۱۹۴۵ء

امریکہ، برطانیہ، رُوس اور چین کی حکومتوں کے نام

حکومتِ جاپان کی طرف سے پیغام:

یہ پیغام حکومتِ جاپان کے پیغام مورخہ ۱۰ر اگست کے

[1] جنرل نے 'سیپوکو' کا لفظ استعمال کیا۔ یہ خودکشی انتہائی گناہ کے کفارہ کے طور پر کی جاتی ہے۔ خودکشی کرنے والا گردن کے دائیں طرف کی شریان خود کاٹ دیتا ہے اور خون ضائع ہو جانے سے مر جاتا ہے۔

تسلسل میں ہے جس میں حکومتِ جاپان نے اعلامیہ پوٹسڈم کو تسلیم کرنے کی اطلاع دی تھی —— ۱۱ر اگست کو اتحادیوں کی طرف سے اسے قبول کرنے کی اطلاع مل گئی تھی۔ اس سلسلہ میں حکومتِ جاپان چاروں حکومتوں کو مطلع کرتی ہے کہ:

۱۔ ہز میجسٹی شہنشاہ نے اعلامیہ پوٹسڈم کو تسلیم کرنے کے بارہ میں ایک شاہی فرمان جاری فرما دیا ہے۔

۲۔ ہز میجسٹی شہنشاہ، اپنی فوجوں کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دینے کے لئے رضامندی کا اظہار فرماتے ہیں اور اس بات پر بھی راضی ہیں کہ وہ اتحادی فوجوں کے سپریم کمانڈر کی خواہش کے مطابق مناسب احکامات جاری فرمائیں گے۔"

یہ جنگ، جو دوسروں کے ساتھ پندرہ سال پہلے واقعہ مانچوریا سے اور امریکہ کے ساتھ ۸ر دسمبر ۱۹۴۱ء کو شروع ہوئی تھی اس تاریخی تار کی ترسیل کے بعد ختم ہو جائے گی اور اب وزارتِ خارجہ، سوئٹزرلینڈ کے توسط کے بغیر براہِ راست امریکہ کی وزارتِ خارجہ سے خط و کتابت کر سکے گی!

وزارتِ خارجہ والے وزیرِاعظم کی طرف سے رسمی اطلاع کا انتظار کر رہے تھے اور وزیرِاعظم، شاہی فرمان کا مسوّدہ میز پر رکھے وزراء کے منتظر تھے تاکہ وہ دستخط ثبت کریں تو فرمان جاری ہو۔ کابینہ کے اجلاس کا وقت ½ ۹ بجے مقرر کیا گیا تھا مگر اب دس بجنے کو تھے۔ آخر جنرل انامی داخل ہوئے ——— وزیرِاعظم نے برش پکڑا اور شاہی فرمان پر دستخط کر دیئے : سوزوکی کانتارو!

ان کے بعد دوسرے وزراء نے یکے بعد دیگرے دستخط ثبت کر دیئے!! اب اس کے بعد جاپان میں صرف ایک ہی وردی نظر آئے گی اور وہ وردی قابض اتحادی فوجوں کی ہوگی!

۱۴ راگست

——— ۱۱ بجے رات سے ۱۲ بجے رات تک

کابینہ کا اجلاس ختم ہوا۔ جنرل انامی اُٹھے اور سیدھے وزیرِ خارجہ توگو کے پاس گئے اور کہا "میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ اگر میں نے بحث و مباحثہ کے دَوران کوئی تلخ بات کہہ دی ہو تو میں اس کے لئے

معافی کا خواستگار ہوں"۔ توگو نے مسکرا کر کہا "اب تو نزل سے معافی ... سب ٹھیک ٹھاک ہو گیا ہے"۔ دونوں مُسکرائے اور جُھک کر ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔

جنرل انامی نے اخبار میں لپٹے ہوئے سگار اُٹھائے اور وزیرِاعظم کے پاس گئے، اُنہیں سلیوٹ کیا اور کہا "معاف کیجئے میں نے آپ کو بے وقت تکلیف دی ہے ——— ہو سکتا ہے اِس سارے ہنگامہ کے دَوران میں نے کوئی اونچی نیچی بات کہہ دی ہو میں تہِ دل سے معافی کا خواستگار ہوں ——— میرا مقصد صرف یہ تھا کہ ہماری ہیئتِ حاکمہ قائم رہے۔ اِس کے علاوہ اور کوئی چیز پیشِ نظر نہیں تھی" سوزوکی اُن کے پاس آگئے اُن کے کندھے پہ ہاتھ رکھا ——— "انامی! مطمئن رہیں ہماری ہیئتِ حاکمہ قائم رہے گی!"

جنرل نے کہا "ہاں اگر ہمارے شہنشاہ اور عوام موجود ہیں تو جاپان دوبارہ زندہ ہوگا، اِس میں کوئی شک نہیں ہے" یہ کہہ کر جنرل نے سگار نکالے اور سوزوکی کو پیش کئے ——— "یہ سگار میں جنوبی محاذ سے لایا تھا۔ میں تو پیتا نہیں ہو سکتا ہے آپ کے کام آجائیں"

یہ کہہ کر سوزوکی کو سلیوٹ کیا اور کچھ کہے بغیر کمرہ سے نکل آئے۔ وزیراعظم نے کہا "میرا خیال ہے جنرل انامی الوداع کہنے آئے تھے!"

ہز میجسٹی شہنشاہ، ڈائرکٹر انفرمیشن بیورو اور دو درباریوں کے ہمراہ ریکارڈنگ کے لئے کمرہ میں داخل ہوئے تو سب لوگ جُھک کر کورنش بجا لائے۔ ہز میجسٹی کمرہ کے وسط میں رکھے ہوئے مائیکروفون کے پاس تشریف لائے۔ ڈائرکٹر شموموُرا سفید دستانے پہنے سامنے کھڑے ہو گئے اور ان کے اشارہ پر ریکارڈنگ شروع ہو گئی۔ ہز میجسٹی نے فرمایا:

"اپنی اچھی اور وفادار رعایا کے نام:

اپنے مُلک اور دُنیا کے حالات پر گہرے غور و فکر کے بعد ہم نے اِس صورتِ حال کا ایک غیر معمولی حل تلاش کر لیا ہے! ہم نے اپنی حکومت کو حکم دیا ہے کہ وہ حکومتہائے امریکہ، برطانیہ، روس اور چین کو مطلع

کر دیں کہ ہماری سلطنت اُن کے مشترکہ اعلامیہ کو تسلیم کرتی ہے۔ دُنیا بھر کی قوموں کی خوشحالی اور مسرت اور حفاظت اور ترقی کے علاوہ ہم نے اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کو ہمیشہ ہی اپنے دل کے قریب رکھا ہے کیونکہ یہ فرض ہمارے مقدس آباؤ اجداد کی امانت کے طور پر ہمیں سونپا گیا ہے۔

درحقیقت ہم نے امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ یہ جنگ مشرقی ایشیا میں اپنے تحفظ کے لئے شروع کی تھی اور ہمارے ذہن میں کسی قوم کو محکوم بنانے یا اپنی سلطنت کی حدود بڑھانے کا شائبہ تک نہیں تھا۔

اب جنگ شروع ہوئے چار سال ہو گئے ہیں۔ ہماری فوج اور بحریہ کی جوانمردانہ جنگی کوششوں، ہماری حکومت کی شب و روز عرق ریزی اور ہمارے دس کروڑ عوام کی اولوالعزمی کے باوجود، جنگ کی صورتِ حال ہماری توقعات کے مطابق نہیں ہے اور عالمی حالات بھی ہمارے لئے نامساعد ہوتے جا رہے ہیں!

ان کے علاوہ دشمن نے ایک نئی قسم کا ظالمانہ بم استعمال کرنا شروع کر دیا ہے جس کی ہلاکت خیزی ناقابلِ یقین ہے اور اس بم سے بے شمار معصوم جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ اگر ہم جنگ جاری رکھیں تو نہ صرف جاپانی قوم کے تباہ ہو جانے کا اندیشہ ہے بلکہ ساری نسلِ انسانی کے نیست و نابود ہو جانے کا امکان ہے۔

ان حالات میں ہم نے اپنی رعایا کو بچانے اور اپنے مقدس آباؤ اجداد کی روحوں کے سامنے سرخرو ہونے کے لئے فیصلہ کیا ہے کہ اتحادیوں کے اعلامیہ کو تسلیم کر لیا جائے!

ہم مشرقی ایشیا میں اپنے ان اتحادیوں کے ساتھ گہرے رنج و اندوہ اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں جنہوں نے مشرقی ایشیا کے ترقی کے لئے ہمارے ساتھ بے لوث تعاون کیا تھا!

ان افسروں اور جوانوں کے لئے جنہوں نے محاذ

جنگ پر اپنی زندگی کی بھینٹ دی یا اپنے فرائض کی بجا آوری میں جاں بحق ہوئے یا بے وقت موت کا شکار ہوئے ـــــ اور ان کے پسماندگان کے لئے ـــــ ہمارا دل شب و روز کرب میں ہے! زخمیوں کی دیکھ بھال اور بے گھروں کی بحالی کے مقاصد ہمارے دل سے بہت قریب ہیں۔

اب کے بعد ہم جن مصائب اور مشکلات سے دوچار ہوں گے وہ بہت ہی دردناک ہیں مگر اپنی رعایا کو امن اور آشتی دینے کے لئے ہم وہ برداشت کریں گے جو ناقابلِ برداشت ہے اور اس کرب سے گزریں گے جس سے گزرنا ناممکن ہے۔

جاپان کی ہیئتِ حاکمہ کا تحفظ حاصل کرنے کے بعد ہم ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں۔ اپنی اچھی اور وفادار رعایا کے ساتھ! جس کے خلوص اور وفاداری پر ہمیں پورا اعتماد ہے۔

خبردار! تمہارا کوئی جذباتی اقدام یا تمہاری کوئی غیر ذمہ دارانہ سوچ تمہیں دُنیا کے اعتماد سے محروم نہ کردے!

تمام قوم نسلاً بعد نسلٍ ایک ہی خاندان کی طرح قائم و دائم رہے اس اعتماد کے ساتھ کہ ہماری مقدس سرزمین غیر فانی ہے اور قدم آگے ہی بڑھاتی چلی جائے تاکہ آنے والے وقت کی ذمہ داریوں سے پُوری طرح عہدہ برآ ہوسکے۔

اپنی تمام قوتوں کو مجتمع کرو اور ان کو قوم کی تعمیرِ نَو کے لئے وقف کرو، اپنے دلوں میں حوصلہ اور اپنی رُوحوں میں پاکیزگی اور شرافت پیدا کرو — اور عزمِ صمیم کے ساتھ کام کرو تاکہ اس سرزمین کے ساتھ جو وقار وابستہ ہے اس کے وارث بن سکو اور بدلتے ہوئے وقت کے ارتقاء کا ساتھ دے سکو!"

یہ ختم کرکے ہزمیجسٹی نے پوچھا "کیا یہ ٹھیک ہے؟"

چیف انجنیئر نے کہا کوئی فنی خرابی تو نہیں ہے صرف چند الفاظ زیادہ واضح اور صاف سُنائی نہیں دیتے" — شہنشاہ نے فرمایا ہم دوبارہ ریکارڈنگ کے لئے تیار ہیں، چنانچہ دوسری بار ریکارڈنگ ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی ہزمیجسٹی نے فرمایا کہ ہم تیسری بار بھی تیار ہیں، مگر شہنشاہ کو اتنی تکلیف دینا کیسے ممکن تھا۔ ہزمیجسٹی واپس تشریف لے گئے!

جنرل اناسی اپنی سرکاری رہائش گاہ پر پہنچے۔ اپنے ایجوٹینٹ میجر ہایاشی سے کچھ موٹے سفید کاغذ طلب کئے۔ اپنی نرس سے ٹامن کا ٹیکہ لگوایا اور اطمینان سے اپنے کام میں مصروف ہوگئے۔

۱۵ اگست

۱۲ بجے رات سے ایک بجے رات تک

ہوائی حملہ کا سائرن ہُوا۔ کوداما کے ہوائی اڈہ سے ستائیسویں ایئرکور کے ۳۶ جہاز دشمن کے جہازوں کے مقابلہ کے لئے اُڑے۔

ٹوکیو پر مکمل بلیک آؤٹ تھا۔

NHK کے تینوں آدمیوں نے ہز میجسٹی کی ریکارڈنگ سنی اور فیصلہ کیا کہ پہلی ریکارڈنگ ہی بہتر ہے۔ انہوں نے اُس کے دو سیٹ تیار کئے اور یہ سوچ کر کہ آدھی رات کے وقت شہنشاہ کی آواز کے ریکارڈ دفتر میں لے جانا بڑی بے حرمتی کی بات ہے، انہوں نے ریکارڈ جنرل افیئرز منسٹری کے چیف کاکے موتو میکے کے سپرد کر دیئے۔ کاکے نے حفاظت کے لئے دو درباریوں توکوگاوا اور توواکے سپرد کئے۔ توکوگاوا نے ان ریکارڈوں کو ملکہ کے سٹاف کے استعمال میں آنے والے ایک سیف میں رکھ دیا اور اُس کے سامنے بہت سے کاغذ ٹھونس دیئے تاکہ ظاہری نظر میں نظر نہ آئیں۔ بعد میں یہ اقدام بڑا ہی دانشمندانہ قدم ثابت ہوا۔

جب ریکارڈ محفوظ ہو چکے تو انفرمیشن بیورو کے ڈائرکٹر شمو مورا نے وزیراعظم کے دفتر ٹیلیفون کیا کہ ریکارڈنگ مکمل ہو چکی ہے اور سب ٹھیک ٹھاک ہے۔ وزیراعظم تو تھے نہیں۔ چیف کیبنٹ سیکرٹری ساکو میزو نے یہ پیغام وصول کیا اور کہا "سب

ٹھیک ٹھاک ہی رہے تو اچھا ہے۔"

جنرل موری کے پاس ان کے بہنوئی لیفٹیننٹ کرنل شیرائیشی بیٹھے تھے اور دونوں بڑی دیر سے مصروف گفتگو تھے۔ کرنل شیرائیشی اسی صبح ہیروشیما سے آئے تھے اور اگلی صبح واپس جانے والے تھے۔

دو افسر کرنل ایدا اور میجر ہاتاناکا بڑی دیر سے انہیں ملنے کے لئے باہر ٹہل رہے تھے مگر جب جنرل نے انہیں اندر بلایا تو میجر ہاتاناکا کو کوئی کام یاد آگیا۔ کرنل ایدا اکیلے ہی اندر گئے اور جنرل سے گفتگو کرنے لگے۔ کرنل شیرائیشی جنرل موری کے پیچھے کھڑے ہو گئے گو یوں معلوم ہوتا تھا جنرل موری، کرنل ایدا کو کوئی بات نہیں کرنے دیں گے۔

کرنل تاکے شیتا، میجر ہاتاناکا کے دلائل کی تاب نہ لاکر ان کے ساتھ شامل ہونے پر راضی ہو گئے تھے مگر صرف مبصر کی حد تک! کرنل تاکے شیتا دوسری رجمنٹ میں رہ چکے تھے اور اس کے علمبردار بھی رہے تھے اب دوسری رجمنٹ کو ہی امپیریل پیلیس میں یہ عجیب کام سرانجام دینا تھا مگر کرنل متذبذب تھے۔ انہیں شہنشاہ کا بھی خیال تھا اور جنرل انامی کا بھی!

کیا کریں کیا نہ کریں ——! "اچھا" کرنل تاکے شیتا نے کہا "مَیں جنرل انامی کے پاس جا رہا ہوں تاکہ اُن کی منظوری حاصل کر سکوں۔" یہ سُن کر میجر ہاتا ناکا ہنسا۔ اس کی ہنسی یا تو کسی پاگل کی ہنسی تھی یا کسی راہب کی !!

کرنل ایدا نے آخر جنرل موری سے گفتگو کرنے کا موقع ڈھونڈ ہی لیا۔ اُس نے جنرل سے کہا "جنرل! ہمارا مُلک اور ہمارا شہنشاہ دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں —— ہم کس طرح آخر وقت تک مقابلہ کئے بغیر یہ دونوں چیزیں دشمن کے حوالے کر دیں —— جنرل! یہ جاپان کی اصل رُوح کی نشاۃِ ثانیہ کا وقت ہے۔" کرنل ایدا خاموش ہو کر جنرل کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا ——

۱۵ اگست

—— ایک بجے رات سے دو بجے رات تک

کمرہ میں سناٹا تھا۔ جنرل موری نے کہا "مَیں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور ذاتی طور پر شاید تمہارے خیالات سے اتفاق

بھی رکھتا ہوں مگر مَیں شہنشاہ کے حکم کی تعمیل کرنے کا حلف اُٹھا چکا ہوں۔" —— کرنل نے سر جُھکا لیا اور اجازت لے کر جانے ہی والے تھے کہ کرنل میزوتانی آئے۔ جنرل موری نے کہا "کرنل ایدا تم سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں اُن کی سُنو۔" —— ایدا، میزوتانی کے دفتر کی طرف چلے۔ ابھی دفتر میں داخل ہونے ہی والے تھے کہ میجر ہاتا ناکا اور کیپٹن ویہارا آ گئے۔ ایدا نے مسکرا کر انہیں دیکھا اور کہا "تم جنرل موری کے دفتر میں میرا انتظار کرو مَیں آ رہا ہوں۔"

ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ جنرل موری کے دفتر سے گولی چلنے کی آواز آئی۔ دونوں بھاگے، اندر سے میجر ہاتا ناکا دمکتے چہرے کے ساتھ نکل رہے تھے۔ "میرے پاس وقت نہیں تھا مَیں نے جنرل موری کو قتل کر دیا ہے۔" کرنل ایدا اور میزوتانی نے جنرل موری کے دفتر میں جھانکا۔ جنرل کی لاش خُون میں لت پت پڑی تھی اور کرنل شیرائیشی کا سر قلم ہوا پڑا تھا۔ ڈرامہ شروع ہو گیا تھا !!

میجر ہاتا ناکا نے مُردہ راہب جرنیل کی مُہر اُن کے دراز سے نکالی اور امپیریل گارڈز کے آرڈر نمبر ۵۰۴۴ پر ثبت کر دی۔ آرڈر

یہ تھا:

"۱۔ امپیریل گارڈز ڈویژن دشمن کی یلغار کو ناکام بنا دیگا۔ ہز میجسٹی اور ملکی سالمیت کی حفاظت کرے گا۔

۲۔ فرسٹ رجمنٹ کے کمانڈر دوسرے اور تیسرے گیریژن پر قبضہ کریں گے اور ہوشمارو بابا کے علاقہ کی حفاظت کریں گے جہاں شاہی خاندان کے دیگر افراد رہتے ہیں۔ کمانڈر NHK کے دفتر پر بھی قبضہ کریں گے اور تمام نشریات کو روک دیں گے۔

۳۔ دوسری رجمنٹ، لائبریری کی حفاظت کرے گی جہاں ہز میجسٹی قیام فرما ہیں۔

۴۔ چھٹی رجمنٹ اپنی موجودہ ڈیوٹی پہ موجود رہے گی۔

۵۔ ساتویں رجمنٹ نیجوباشی دروازہ پر قبضہ کرے گی اور محل کے ساتھ باہر کے تمام روابط منقطع کر دے گی۔

۶۔ سوار فوج شاہراہ دائیکان پر ٹینک متعین کر کے نئے احکامات کا انتظار کرے گی۔

۷۔ فرسٹ انجینیئرز رجمنٹ نئے احکامات کا انتظار کرے گی۔

۸۔ فرسٹ آرٹلری رجمنٹ نئے احکامات کا انتظار کرے گی۔

۹۔ میکینائزڈ بٹالین محل کی حفاظت کرے گی۔

۱۰۔ سگنل یونٹ، ڈویژن ہیڈکوارٹرز اور محل کے علاوہ تمام ٹیلیفون منقطع کر دے گی۔

۱۱۔ میں اپنے دفتر میں موجود رہوں گا۔

موری تاکیشی

جنرل ۱۵ اگست دو بجے صبح"

اس حکم کی نقول تمام افسروں کو فوری طور پہ بھیج دی گئیں ــــ مگر کسی کو بھی اس بات کا علم نہیں تھا کہ آرڈر ۵۸۴ جعلی آرڈر ہے۔

محل پر مکمل طور پہ باغیوں کا قبضہ تھا۔ محل کی پولیس سے ہتھیار رکھوا لئے گئے تھے۔ انفرمیشن بیورو کے ڈائرکٹر شیمومورا اپنے سیکرٹری کے ہمراہ کار میں گھر جانے کے لئے سوار ہوئے۔ گیٹ پر ایک سپاہی نے ان کی موٹر روکی اور پوچھا کیا آپ شیمومورا ہیں؟ اثبات میں جواب ملنے پر چار سپاہی دوڑ کر ان کی کار میں سوار ہو گئے اور ڈرائیور کو کار واپس

لیجانے کا حکم دیا۔ سپاہی اُن کو ایک ٹوٹے پھوٹے کمرہ میں لے آئے اور بند کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد NHK کی ٹیم بھی وہیں پہنچ گئی۔ ایک سپاہی اندر آیا اُس نے کاغذ اور پنسل پھینکی اور کہا اپنے اپنے نام اور عہدے لکھ دو اور خاموشی سے بیٹھ جاؤ!

کرنل ایدا اور میزوتانی، ایسٹرن کمانڈ کے دفتر میں اُن کی مدد حاصل کرنے کے لئے پہنچے۔ میزوتانی نے پہنچتے ہی کہا "جنرل موری قتل ہو چکے ہیں اور امپیریل گارڈز ڈویژن نے بغاوت کر دی ہے کیا آپ ہمارا ساتھ نہیں دیں گے؟" یہ کہہ کر بے ہوش ہو کر گر گئے۔ کرنل ایدا کا مُنہ کھلے کا کھلا رہ گیا وہ خاص پلاننگ سے بات کرنے آئے تھے اور یہاں میزوتانی نے سارا بھانڈا ہی پھوڑ کر رکھ دیا۔ تقریباً اُسی وقت میجر کوگا کا ٹیلیفون آیا کہ امپیریل گارڈز ڈویژن نے بزدلوں سے مایوس ہو کر محل پر قبضہ کر لیا ہے کیا ایسٹرن کمانڈ والے اُن کا ساتھ دیں گے۔ یہ فون کرنل فوہارا نے سُنا۔ وہ جنرل تانا کا کو رپورٹ کرنے کے لئے پہنچے ادھر سے میجر جنرل تاکاشیما جو کرنل میزوتانی اور ایدا کی باتیں سُن کر آ رہے تھے پہنچے۔ جنرل تانا کا سُن ہو گئے!

اس وقت رات کے پُورے دو بجے تھے!

۱۵ اگست

۲ بجے رات سے تین بجے رات تک

ٹوکیو کے اخباروں کو دو مختلف بیانات تقریباً بیک وقت پہنچے۔ پہلا بیان شاہی فرمان سے متعلق تھا اور دوسرا فوجی بغاوت کے متعلق۔ اخبارات والے عجیب مخمصہ میں تھے! کون سا چھاپیں کون سا نہ چھاپیں؟

میاکازاکے میں جنرل انامی اپنی سرکاری رہائش گاہ پر تھے اور اپنے سالے کرنل تاکے شیتا سے مصروفِ گفتگو۔ وہ ساتھ ساتھ "ساکے"[لہ] پی رہے تھے۔ کرنل تاکے شیتا، جنرل سے انقلاب کے بارہ میں بات کرنے آئے تھے مگر جنرل نے آتے ہی انہیں کہا "اچھے وقت پر آئے ہو۔ میں خودکشی کا فیصلہ کر چکا ہوں اور آج کی رات میری آخری رات ہے۔" کرنل تاکے شیتا نے کہا "ہاں جنرل! موجودہ حالات میں میں آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کروں گا۔" دونوں بیٹھ

لہ چاول سے کشید کی ہوئی شراب۔

گئے اور شراب پینے لگے۔ کرنل کے دماغ میں بار بار یاماتا کا خیال آرہا تھا مگر یہ وقت ایسی باتیں کرنے کا نہیں تھا۔

جنرل نے دو کاغذ کرنل کو دکھائے۔ ایک پر ایک نظم لکھی تھی:

"شہنشاہ کی بے پناہ بخشش کا پھل چکھنے کے بعد
میرے لفظ گونگے ہو گئے ہیں"

جنرل کوریچیکا
۱۴ اگست ۱۹۴۵ء کی رات

اور دوسرے پر لکھا تھا:

"میں موت کے ذریعہ اپنے عظیم گناہ کی مغفرت طلب
کرتا ہوں"

انامی کوریچیکا
وزیرِ جنگ، ۱۴ اگست ۱۹۴۵ء کی رات

جنرل نے برش پکڑا اور دوسرے کاغذ کے پیچھے لکھا:

"میں جاپان کی تقدیس اور غیر فانیت پر یقین رکھتا ہوں"

ساتھ ہی کرنل سے کہا "میں جانتا ہوں کہ مُردے، مُردے ہوتے ہیں۔

اب تو زندہ لوگوں کو برداشت کرنا پڑتے ہیں مگر میرا یقین ہے کہ اگر ہر شخص اپنا فرض ادا کرتا چلا جائے گا تو جاپان کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا"

جنرل نے کہا "میں جانتا ہوں چودہ گزر چکی ہے اب پندرہ اگست ہے مگر چونکہ ۱۴ اگست میرے باپ کی برسی کا دن ہے اس لئے میں نے چودہ ہی لکھا ہے" جنرل نے ایک اور کاغذ تہ کر کے میز پر رکھا اور کہا "میں اپنے استعفیٰ پر بھی ۱۴ اگست کی تاریخ لکھ رہا ہوں"

شاہی محل کے ایک طرف وزیرِ جنگ کی سرکاری رہائش گاہ، دوسرے کونے پر ایسٹرن کمان کا دفتر اور تیسرے پر امپیریل گارڈز ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ ایک کونے پر جنرل انامی اپنی تیاریوں میں خاموشی سے مصروف تھے مگر دوسرے دو کونوں پر خاصا ہنگامہ تھا۔

ساتویں رجمنٹ کے کرنل منامی ایسٹرن کمان کے دفتر میں آئے اور چیف آف سٹاف سے نئے حکم کا ذکر کیا۔ انہیں حکم ملا تھا کہ وہ نیجو باشی پل پر قبضہ کر کے باہر کی دنیا سے محل کا رابطہ منقطع کر دیں۔

میجر جنرل تاکاشیما نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ملٹری پولیس کو نیجو باشی پُل پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور کرنل فوہا کو گارڈز ڈویژن کے ہیڈکوارٹر میں بھیجا تاکہ وہ وہاں کی صورتِ حال سے انہیں باخبر کرسکیں۔ تیسرا کام یہ کیا کہ گارڈز ڈویژن کے تمام کمانڈروں کو ایسٹرن کمان کے دفتر میں فوری طور پر رپورٹ دینے کے لئے کہا۔

تقریباً اُس وقت ملٹری پولیس کے کمانڈر موکا موتو کو بغاوت کی اُڑتی اُڑتی خبر پہنچی اُنہوں نے اپنے تمام آدمیوں کو تیار رہنے کا حکم جاری کردیا۔

میجر کوگا اور میجر ایشی ہارا ڈویژن ہیڈکوارٹرز میں تھے اور باقی جاپان کے ساتھ رابطہ کا واحد ذریعہ! میجر ہاتاناکا اور لیفٹیننٹ کرنل شیئیزاکی کمان پوسٹ پر تھے۔ میجر ہاتاناکا جانتے تھے کہ اس بغاوت کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار دو مذاکرات پر ہے: پہلی بات چیت جو جنرل تاناکا اور کرنل ایدا کے درمیان ہو رہی ہے اور دوسری بات چیت جو جنرل انامی اور تاکے شیتا کے ساتھ چلی

رہا ہے اور اسے ان دونوں کے نتائج کا بڑی بے تابی سے انتظار تھا — وہ محل کے تمام مقامات پر مشین گنوں کی مورچہ بندی کرنے کے بعد اپنے قیدیوں سے پوچھ گچھ کرنے کے لیے چلا گیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ شہنشاہ کے فرمان کی ریکارڈنگ اپنے قبضہ میں لے لے۔

۱۵ اگست

صبح ۳ بجے سے چار بجے تک

جنرل انامی اتنا زیادہ نہیں پیتے تھے مگر اس وقت وہ بہت زیادہ پینے کے موڈ میں تھے۔ اُن کا چہرہ بھبوکا ہو رہا تھا۔ تاکے شیتا نے آہستگی سے کہا ”ہاتاناکا ایک بغاوت کی قیادت کر رہا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ محل پہ قبضہ کرکے فوج کو بغاوت کرنے پر مجبور کر دیا جائے۔“

جنرل کے چہرے پر کوئی تاثر پیدا نہیں ہوا مگر انہوں نے اتنا کہا ”اچھا یہ بات ہے؟ مگر ایسٹرن کمان کبھی اس کا ساتھ نہیں دیگی۔“

تاکے شیتا کو جنرل کے سکون سے اندازہ ہوا کہ موت کو گلے لگانے
کا فیصلہ کتنا اٹل فیصلہ ہے۔ اور یہ سوچ کر اُسے گونا تسلی ہوئی کہ کل
کا دن جاپان کے لیے بڑی افراتفری کا دن ہوگا مگر جنرل انامی یہ
افراتفری دیکھنے کے لیے موجود نہیں ہوں گے۔

کرنل ایدا واپس محل پہنچے اور میجر ہاتانا کا کو بتایا کہ اُس کی
کوششیں بار آور نہیں ہو سکتیں کیونکہ ایسٹرن کمان اُس کا ساتھ نہیں
دے رہی۔ بہتر ہے کہ وہ خودکشی کر لے۔ ہاتانا کا نے کہا کوئی مسئلہ نہیں!
شہنشاہ میرے قبضہ میں ہیں اور کچھ قیدی بھی ہیں جن میں شمو مورا شامل
ہے!"

کرنل ایدا نے کہا "اب بھی وقت ہے یہ کھیل ختم کر دو۔ لوگ
یہی سمجھیں گے رات کو ڈراؤنا خواب دیکھا تھا!"

مگر ہاتانا کا کے سر پر سنیچر سوار تھا!

میجر کوگا، چالیس مسلح سپاہیوں کو لے کر امپیریل ہاؤس ہولڈ
منسٹری کی تلاشی میں مصروف تھا تاکہ ریکارڈنگ حاصل کر سکے۔

گارڈز کے مختلف کمانڈر ایسٹرن کمان کے بلاوے پر ایسٹرن
کمان کے دفتر میں حاضر ہو رہے تھے اُنہیں آرڈر دیا گیا:

"۱۔ فرسٹ امپیریل گارڈز ڈویژن کے کمانڈر جنرل موری کو
قتل کر دیا گیا ہے۔

۲۔ اب سے فرسٹ امپیریل گارڈز ڈویژن براہ راست
ایسٹرن کمان کے زیر کمان ہوگا۔

۳۔ جو حکم اُنہیں پہلے دیا گیا تھا وہ جعلی تھا اِس لیے منسوخ
کیا جاتا ہے۔

۴۔ شاہی محل کو گھیرے میں لینے والی تمام فوج فوری طور
پر اپنی بیرکوں میں واپس چلی جائے۔"

جنرل انامی نے تاکے شیتا سے کہا "دیکھو اگر میں اپنے آپ کو پوری
طرح ختم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکوں تو میرا سر قلم کر دینا ——— مگر میں
سمجھتا ہوں اِس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔"
یہ کہہ کر جنرل نے دو چھرے اور خنجر نکالے جو خاندان کا قیمتی اثاثہ شمار

کئے جاتے تھے —— ایک خنجر کھول کر جنرل نے اُس کی دھار دیکھی۔ دوسرا اُس نے تاکے شیتا کے حوالے کر دیا۔ یہ کہہ کر شراب کا ایک اور جام بھر لیا اور کہا "میری یاد میں" اور غٹا غٹ چڑھا گئے!

۱۵ر اگست

صبح ۴ بجے سے ۵ بجے تک

چار بجے، NHK کی ٹیکنیشن مس یاسُو کی ریکو ڈیوٹی پر تھیں کہ باہر بھاری بُوٹوں کی آواز آئی۔ اُس نے سمجھا امریکی فوجیں آگئی ہیں۔ کھڑکی سے جھانکا تو جاپانی فوجی ہی تھے۔ اُس نے دروازہ کھول دیا۔

اسی وقت کیپٹن ساساکی کی سرکردگی میں فوجیوں کے ایک ٹولہ نے وزیراعظم سوزوکی کی سرکاری رہائش گاہ پر ہلّہ بول دیا اور اسے جلا کر راکھ کر دیا۔ وزیراعظم اپنے گھر پر تھے۔ وہ ٹولہ وہاں سے اُن کی تلاش میں اُن کے گھر روانہ ہوا مگر اُنہیں بروقت اطلاع مل گئی۔ وہاں بھی

آگ لگا دی گئی مگر وزیراعظم بچ گئے۔

جنرل انامی لمبی اور گہری نیند کی تیاری میں تھے۔ انہوں نے اپنے پیٹ کے گرد سفید کپڑا باندھا۔ اُن کے جسم کا اُوپر کا حصّہ ننگا تھا۔ تاکے شیتا نے کہا "گھر والوں کے لئے کوئی پیغام"۔ جنرل نے کہا "میری بیوی سے کہنا کہ میں اُس کا بہت ہی احسان مند ہوں۔ اُس نے میرے ساتھ بہت ہی اچھا برتاؤ کیا ہے۔ میرے تین بیٹے ہیں۔ میں اطمینان سے مر سکتا ہوں۔ میرے بیٹے کورییتاکا سے کہنا کہ کوئی فضول حرکت نہ کرے۔ میں اپنے بیٹے کورے ایکاراکے پاس جا رہا ہوں —— ہاں اوریزو اور سوزوکی سے میرا اسلام کہنا"۔

۱؎ کیپٹن ساساکی اس واقعہ کے بعد چودہ سال تک رُوپوش رہے اور جب چودہ سال کے بعد قانون کی گرفت سے مامون ہوئے تو وزیراعظم کے بیٹے ہاجیمے کے پاس اپنے اس فعل کی معافی طلب کرنے کے لئے آئے۔ ہاجیمے نے اُنہیں معاف کر دیا اور کہا "ان حالات میں اگر آپ یہ قدم نہ اُٹھاتے تو لوگ آپ کو بُزدل سمجھتے"۔

مس یاسو کی سٹوڈیو نمبر ۱۲ میں پہنچی تو کچھ سپاہی ساز و سامان سے چھیڑ چھاڑ کر رہے تھے۔ "ہم ایک پیغام فوری طور پر نشر کرنا چاہتے ہیں" ایک افسر چلایا "اس کا انتظام کرو۔" یاسو کی نے کہا کہ "ہوائی حملہ کے سائرن کے دوران ہم کوئی چیز نشر نہیں کر سکتے۔" "بکواس بند کرو" افسر چلایا اور مس یاسو کی وہاں سے بھاگ گئی۔ NHK کے تقریباً ساٹھ ملازمین کو جو ڈیوٹی پر تھے سٹوڈیو نمبر ا میں بند کر دیا گیا۔

۱۵ اگست

صبح ۵ بجے سے ۱۰ بجے تک

تقریباً پانچ بجے میجر ہاتا ناکا NHK پہنچا اور سٹوڈیو نمبر ۲ کے اناؤنسر تاتینو پر پستول تان کر کہا کہ میں ضروری پیغام نشر کرنے آیا ہوں۔ تاتینو نے انکار کیا اور جلدی سے کنٹرول سے رابطہ منقطع کر دیا تاکہ میجر کسی صورت میں بھی نشریہ کے قابل نہ ہو سکے۔ میجر ہاتا ناکا نے مایوسی سے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے کوئی اور چارہ نظر نہیں آیا۔

---

۵ بجکر دس منٹ پر جنرل تاناکا اپنے ایجوٹنٹ کرنل سوکاموتو اور سٹاف افسر کرنل فوہا کے ساتھ امپیریل گارڈز ڈویژن کے دفتر میں پہنچے۔ وہاں کرنل واتانابے تھے۔ کرنل واتانابے نے بتایا کہ انہیں یہ احکامات میجر ایشی ہارا نے پہنچائے تھے۔ جنرل نے میجر ایشی ہارا کو طلب کیا۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ جنرل نے کہا "تم لوگوں کو شہنشاہ کے فرمان سے سرتابی کی جرأت کیسے ہوئی؟ کیا تم جاپانی سپاہی ہو؟ یہ صریح غداری ہے۔" جنرل نے میجر کو فوراً گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ہی جنرل شاہی محل کے اندر داخل ہوئے۔ شہنشاہ کی ریکارڈنگ کی تلاش ابھی سرگرمی سے جاری تھی۔ انہیں ابھی کرنل ہاگا کے احکامات نہیں پہنچے تھے۔

وزیر جنگ جنرل انامی نے نئی قمیص زیب تن کی اور تاکے شیتا سے کہا "یہ قمیص مجھے ہز میجسٹی نے عطا فرمائی تھی وہ خود اسے پہن چکے ہیں اس لئے میں اس قمیص میں مرنا چاہتا ہوں۔ جنرل نے اپنے تمام اعزازت نکالے قمیص پر لگائے اور پھر احتیاط سے انہیں اتار کر اپنی وردی پر رکھ دیا

اور کہا جب میں مر چکوں تو مجھے میری وردی سے ڈھانپ دینا" جنرل نے اپنے آنجہانی بیٹے کورے اکیرا کی تصویر اُٹھائی اور اُسے اپنی وردی پر رکھ دیا۔ کورے اکیرا چین میں محاذِ جنگ پر کام آیا تھا۔

جنرل انامی کاریڈور میں آئے اور شاہی محل کی طرف رکوع کی طرح جھک گئے۔ جنرل نے کاریڈور کا انتخاب اس لئے کیا تھا کہ اگر وہ ننگی زمین پر خودکشی کریں گے تو اس کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ جنرل اپنے گناہ کو ناقابلِ معافی سمجھتے تھے، اگر کمرہ کے اندر خودکشی کریں گے تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ اپنے آپ کو بالکل بے گناہ سمجھتے تھے۔

جنرل نے اسی طرح شاہی محل کی طرف جھکے ہوئے اپنا خنجر نکالا، اپنے پیٹ میں دائیں سے بائیں بھونکا اور اس کے بعد گردن کے دائیں طرف گہرا زخم لگا لیا۔ خون کے فوارے چھوٹ پڑے۔ جنرل اسی طرح شاہی محل کی طرف جھکے ہوئے تھے۔ خون تیزی سے بہہ رہا تھا مگر جنرل کا وجود اسی طرح جھکا کھڑا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اُن کا جسم لڑکھڑانے لگا۔

۱۵ر اگست

صبح ۶ بجے سے ۷ بجے تک

امپیریل لائبریری میں جہاں ہز میجسٹی قیام فرما تھے، درباریوں کا عجیب حال تھا، وہ عجیب مخمصے میں تھے کہ ہز میجسٹی کو بتائیں یا نہ بتائیں اور اگر باغی شہنشاہ تک پہنچنے کی کوشش کریں تو کیا کیا جائے۔ آخر یہی فیصلہ ہوا کہ ہز میجسٹی کو خطرہ سے آگاہ کر دیا جائے۔ توڈا اور متسوئی نے ہز میجسٹی کی خواب گاہ پر دستک دی۔ ہز میجسٹی فوراً بیدار ہو گئے۔ توڈا نے بغاوت کی خبر سنائی۔ شہنشاہ نے فرمایا "تو فوجی بغاوت ہو ہی گئی — اصل حالات کیا ہیں؟" توڈا نے جو حالات انہیں معلوم تھے ہز میجسٹی سے بیان کئے۔ ہز میجسٹی نے فرمایا "ہم خود باہر جا کر باغیوں سے بات کریں گے اور انہیں سمجھائیں گے۔ ہمارے اے ڈی سی کو بلایا جائے!" — مگر اے ڈی سی تو منسٹری میں کہیں مقید تھے!

اتنے میں جنرل تاناکا، امپیریل لائبریری تک پہنچ گئے اور دربانوں سے کہا کہ بغاوت فرو ہو چکی ہے۔ ہز میجسٹی کو بہت تکلیف ہوئی میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ یہ خبر فوراً ہز میجسٹی تک پہنچا دی گئی۔

۱۵ اگست

صبح ۷ بجے سے ۸ بجے تک

جنرل انامی کا وجود اُسی طرح کھڑا تھا۔ کرنل تاکے شیتا نے پُوچھا "جنرل! آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں؟" مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ جنرل شاید بے ہوش ہو چکے تھے۔ تاکے شیتا نے جنرل کا دیا ہوا خنجر پکڑا اور گردن کے دائیں طرف بھونک دیا۔ جنرل کی لاش گر گئی!

تقریباً سوا سات بجے، ڈائرکٹر شموموا اور اُن کے ساتھیوں کو رہائی ملی اور اُنہیں یہ سُنکر بہت خوشی ہوئی کہ باغی ریکارڈ حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں!

ہز میجسٹی نے جنرل تاناکا کو دربار میں طلب فرمایا اور تفصیلات سُنیں اور اطمینان کا اظہار فرمایا۔

۲۱:۷ پر NHK سے ایک سپیشل اعلان نشر ہوا:

"ہز امپیریل میجسٹی شہنشاہ نے ایک فرمان جاری فرمایا ہے۔ یہ فرمان آج دوپہر بارہ بجے نشر کیا جائے گا۔ آئیے ہم سب نہایت احترام کے ساتھ ہز میجسٹی کی آواز سُنیں۔"

جنرل تاناکا دربار سے فارغ ہو کر محل کے اینوئی گیٹ کی طرف گئے۔ جب جنرل وہاں پہنچے کرنل اراؤ[1] کرنل ایدا[2] اور کرنل شیمانو کو بھی اتفاق سے تقریباً اُسی وقت وہاں پہنچے۔ جنرل اُن کو دیکھتے ہی چیخے "دفعہ ہو جاؤ"

[2] کرنل ایدا، خودکشی کا مصمم ارادہ رکھتے تھے اور اپنی بیوی سے کہہ آئے تھے کہ وہ ۱۵ اگست کی صبح وزارتِ جنگ سے اُن کی لاش حاصل کرلے مگر صبح جب اُن کی بیگم نے انہیں زندہ سلامت دیکھا تو دھاڑیں مار کر رونے لگی۔

فوراً دفع ہو جاؤ" — تینوں کرنیل واپس ہو گئے۔

---

۸ بجے گارڈ تبدیل ہوئی۔ دوسری رجمنٹ کے سپاہی اپنا جھنڈا اُٹھائے مارچ کرتے ہوئے ایتوئی گیٹ سے باہر نکل گئے۔ ان میں سے کسی کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ وہ رات بھر باغیوں کے مفادات کے لئے کام کرتے رہے ہیں اور محل میں رات بھر فوجی بغاوت رہی ہے۔

درباری اوکابے، صبح آٹھ بجے اپنی ڈیوٹی پہ آئے تو اُنہیں رات کے ڈرامے کا پتہ چلا۔ اُن کا پہلا سوال یہ تھا "کیا ریکارڈنگ محفوظ ہے؟" جب انہیں اطمینان ہو گیا کہ ریکارڈنگ محفوظ ہے تو انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔ اب اگلا مرحلہ یہ تھا کہ یہ ریکارڈنگ NHK تک کیسے پہنچائی جائے؟ آخر اوکابے کی تجویز کے مطابق فیصلہ ہوا کہ ریکارڈنگ کی نقل پورے شاہی اعزاز کے ساتھ ٹرے میں رکھ کر بھیجی جائے مگر اصلی ریکارڈنگ جو استعمال ہونے والی ہے چھپ چھپا کر بھیجی

جائے۔ چنانچہ اصل ریکارڈنگ کو اوکابے نے اپنے کھانے کے بکس میں چھپا لیا اور کندھے پر لٹکا کر لے چلے۔

جنرل تاناکا نے ایسٹرن ڈویژن ہیڈ کوارٹر پہنچ کر میجر ہاتا ناکا کے لئے ڈھنڈیا ڈالی۔ معلوم ہوا میجر NHK میں ہیں اور ابھی تک اپنے نشریہ کی فکر میں ہیں۔ فوری طور پر اُن کا بندوبست کیا گیا مگر میجر بچ کر نکل گئے۔

وزیر اعظم سوزوکی، ناشتہ کی میز پر آئے تو اُن کے صاحبزادے نے کہا "اب آپ کے کیا ارادے ہیں؟" سوزوکی نے کہا "ان حالات میں مجھ جیسے بوڑھے آدمی کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا تم فوراً میرا استعفیٰ لکھو تاکہ میں آج بارہ بجے کے بعد ہز میجسٹی کی خدمت میں پیش کر سکوں۔" صاحبزادے نے لکھا:

"ہز میجسٹی نے مجھے کابینہ بنانے کے لئے ارشاد فرمایا تو میں نے دن رات یہی کوشش کی کہ جاپان کو شکست سے

بچا سکوں ۔ مگر مَیں کامیاب نہ ہو سکا۔ اب فرمانِ شاہی جاری ہو چکا ہے کہ جنگ بند کر دی جائے۔ مَیں نہیں جانتا کہ میں کس طرح اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کروں اور۔۔۔"

سوزوکی نے کہا "بہت خوب، بہت خوب! اب پُرانے خون کی بجائے نئے خون کی ضرورت ہے" اور استعفیٰ اپنی جیب میں رکھ لیا۔

جنرل انامی کی خودکُشی نے وزارتِ جنگ کے افسروں کو نیا حوصلہ اور ولولہ عطا کیا۔ جنرل اچھے جاپانیوں کی طرح، بہادروں کی طرح جیئے اور بہادروں کی طرح مرے! وہ اول و آخر "ساموارئی" ثابت ہوئے۔ وزارت نے اُن کا شایانِ شان سوگ منایا اور انہیں اعزازات دیئے۔ کیونکہ اُن کی موت اُن کے لئے حیاتِ نو کا سرچشمہ ثابت ہوئی!

---

۱۵ اگست

۹ بجے سے دس بجے تک

قید سے رہائی حاصل کرنے کے بعد انفرمیشن بیورو کے ڈائرکٹر شمومورا سیدھے وزیر اعظم کی سرکاری رہائش گاہ پر گئے۔ عمارت جلی ہوئی تھی اور ابھی تک تیل کی موٹی تہیں کاریڈور میں نظر آتی تھیں۔ وہ کچھ نہیں جانتے تھے کہ کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا؟

ملٹری پولیس کے لیفٹیننٹ کرنل سوکاموتو کو خبر ملی کہ دو فوجی افسر محل کے باہر پمفلٹ تقسیم کرتے پھر رہے ہیں۔ کرنل نے اُن کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ وہ دونوں افسر میجر ہاتاناکا اور کرنل شیئی زاکی تھے!

وزیرِ جنگ کی سرکاری رہائش گاہ پر لوگوں کا تانتا لگا تھا۔ بیگم انامی نہایت سکون اور اطمینان کے ساتھ اُن لوگوں سے ملاقات کر رہی تھیں۔ ایڈمرل یونائی آئے تو بیگم انامی اور ایک ایجوٹنٹ نے اُن کا استقبال کیا اور سیدھے اُن کو جنرل کی لاش پر لے گئے۔ جنرل کے چہرے پر سکون تھا اور آنکھوں

لمحات کے کرب کا کوئی نشان اُن کے چہرے پر نہیں تھا۔ ایڈمرل نے سلیوٹ کیا، کچھ دیر اُن کے پاس بیٹھے اور واپس ہو گئے ـــــ طویل خاموشی کے بعد صرف اتنا کہا "ہم ایک بہت قیمتی وجود سے محروم ہو گئے ہیں!"

۱۵ اگست

۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک

پریوی کونسل کا اجلاس ہونے والا تھا۔ لوگ ایک ایک کر کے محل میں آ رہے تھے۔ چیف کیبنٹ سیکریٹری ساکومیزو نے کونسل کے صدر ہیرانوما کی طرف دیکھا۔ وہ بہت کمزور لگ رہے تھے۔ ساکومیزو نے کہا "ایکسیلنسی! خیریت تو ہے آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

ـــ ہیرانوما نے کہا "ہاں ٹھیک ہی ہے۔ صبح جب میرے گھر پر حملہ ہوا میں جان بچانے کے لئے پڑوسیوں کے گھر جا چھپا۔ بدقسمتی سے میں اپنے مصنوعی دانتوں کا سیٹ گھر میں بھول گیا جو آگ میں بھسم ہو گیا ہے اب نئے دانتوں کی فکر میں ہوں۔" پچھلی رات بہت سوں کے لئے

کافی صبر آزما ثابت ہوئی تھی۔

اوکا بے نے اپنا تھیلا، جنرل افیئرز کے ڈائرکٹر کاتو کے حوالے کیا۔ وہ اُسے کندھے پر ڈال کر خراماں خراماں NHK پہنچ گئے۔ ریکارڈ کی نقل پورے شاہی اعزاز کے ساتھ شاہی محل کی کار میں کچھ دیر بعد پہنچی۔

کوداما ایئر بیس پر میجر جنرل نوناکا نے اپنے تمام افسروں اور جوانوں کو ہز میجسٹی کا براڈکاسٹ سُننے کے لئے ہدایات جاری کیں۔ اُن کا خیال تھا کہ ہز میجسٹی قوم کو نئے ولولے کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کا ارشاد فرمائیں گے۔ آتسوگی ایئر بیس کے کیپٹن کازونو[5] شاید جانتے تھے کہ ہز میجسٹی کیا فرمانے والے ہیں مگر ان کا فیصلہ تھا کہ وہ ہرگز ہتھیار

---

۵ کیپٹن کازونو، دماغی توازن کھو بیٹھے۔ آخر انہیں یوکوسوکا نیول ہسپتال میں داخل کرنا پڑا۔ اُن کے جوانوں نے جنرل میکارتھر کے وُرود سے ایک دن پہلے تک آتسوگی اور کوداما ایئر بیس پر اپنی بغاوت جاری رکھی۔

نہیں ڈالیں گے۔

وزیر اعظم سوزوکی، اپنا لمبا کوٹ پہن کر شاہی محل میں جانے کی تیاری کر رہے تھے جہاں وہ پریوی کونسل کے اجلاس کے بعد ہز میجسٹی کے دربار میں حاضر ہوں گے اور استعفیٰ پیش کریں گے — سوزوکی کا طویل دن، اپنے انجام کے قریب پہنچ رہا تھا۔

۱۵ اگست

۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک

سترہ بزرگ سیاست دان، زیر زمین رستے سے گزر کر شاہی لائبریری کی عمارت میں داخل ہوئے — وہ اس کام کو مکمل کرنے آئے تھے جسے چوبیس گھنٹے پہلے چوبیس آدمیوں نے شروع کیا تھا: پچھلے چوبیس گھنٹے جاپان والوں کے لئے بڑے صبر آزما تھے، بعضوں کے لئے بہت معزز اور بعضوں کے لئے

بہت کرب ناک! بعضوں کے لئے خوف اور دہشت سے بھرے ہوئے اور بعضوں کے لئے ابدی سکون اور اطمینان کا پیغام لانے والے!! اب سب کچھ ختم ہونے والا تھا مگر محبت اور نفرت کے متضاد جذبات کے باوجود سب کی حُبِّ وطن امٹ تھی اور غیر فانی!

۱۱:۳۰ بجے ہز میجسٹی تشریف لائے اور پریوی کونسل کی کارروائی شروع ہوئی! ہیرانوما اُٹھے اور شہنشاہ کی طرف گہرا جھک کر کارروائی شروع کرنے کی اجازت طلب کی اور شاہی فرمان پڑھنا شروع کیا:

"ہم نے اپنی حکومت کو حکم دے دیا ہے کہ وہ ...."

ان کے بعد وزیر اعظم اُٹھے اور گہری ٹھنڈی سانس بھری، کچھ کہا اور چند لمحوں کے بعد پریوی کونسل نے شاہی فرمان پر مُہرِ تصدیق ثبت کر دی۔

شاہی محل کے سامنے سبزہ زار میں، میجر ہاتاناکا کی جنگ بھی ختم ہوئی! میجر نے اسی پستول کے ساتھ جس سے اُس نے جنرل موری کو قتل کیا تھا، اپنی جان لے لی! میجر کوگا نے جنرل موری کی لاش کے پاس کھڑے ہو کر تلوار سے اپنا پیٹ چاک کیا اور اپنے

۳۰ر اگست ۱۹۴۵ء کو جنرل میکارتھر فاتح کی حیثیت سے
آتسوگی ائیر بیس پر اُترے اور ۲ر ستمبر ۱۹۴۵ء کو خلیج ٹوکیو میں جنگی
جہاز میسوری کے عرشہ پر ہتھیار ڈالنے کے محضر نامہ پر باقاعدہ
دستخط ہوئے۔ شہنشاہ اور حکومتِ جاپان کی طرف سے وزیر
خارجہ ــــ مامورو شیگیمتسو نے اور مسلح افواج کی جانب سے
چیف آف سٹاف جنرل اُومیزو نے اور اتحادیوں کی طرف
سے جنرل میکارتھر نے دستخط کئے۔ جنرل میکارتھر نے دستخط کرنے
کے لئے پانچ مختلف قلم استعمال کئے جو اس بات کی علامت تھے
کہ وہ پانچ مختلف اتحادی طاقتوں کی طرف سے دستخط کر رہے ہیں۔

می اے، رُوس کے جسٹس زریانوف، کینیڈا کے جسٹس میکڈوگل، ہالینڈ کے جسٹس رُولنگ، فرانس کے جسٹس برنارڈ، نیوزی لینڈ کے جسٹس نارتھ کرافٹ، فلپائن کے جسٹس جارانیلا اور انڈیا کے جسٹس پال شامل تھے۔

۲۸ بڑے جنگی مجرم جو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے ہوئے اُن میں جنرل اراکی ساداؤ، جنرل دوئی ہارا کینجی، کرنل ہاشیموتو کنگورو، جنرل ہاتا شُنروکو، پریوی کونسل کے صدر ہیرانوما کیچیرو، سفارت کار اور سابق وزیر اعظم ہیروتاکوکی، چیف سیکرٹری ہوشینوناؤکی، جنرل اتاگاکی سیشیرو، سابق وزیر خزانہ کایا اوکی نوری، لارڈ پریوی سیل مارکوئیس کیدو، جنرل کیمورا ہائیتارو، سابق وزیر اعظم کوئیسو کونیاکی، جنرل ماتسوئی ایوانے، سابق وزیر خارجہ ماتسواوکا یوسوکے، جنرل منامی جیرو، جنرل موتو اکیرا، ایڈمرل ناگانو اوسامی، ایڈمرل اوکا تاکاسومی، ماہر پراپیگنڈا اوکاواشومے ای، سفارت کار اوشیما ہیروشی، جنرل ساتو کنیریو، سابق وزیر خارجہ شگیمتسو مامورو، ایڈمرل شماداشیگے تارو، سفارت کار شیراتوری توشیو، جنرل سوزوکی تائی اچی،

موجودہ وزیر خارجہ توگوشیگے نوری، جنرل ٹوجو، اور جنرل اومیزو یوشی جیرو، شامل تھے۔

اِن میں سے دو حضرات یعنی ماتسواوکا یوسوکے اور ناگانو اوسامی مقدمہ کے دوران ہی فوت ہو گئے۔ ایک مجرم اوکاواشومے ای، ذہنی توازن کھو بیٹھے۔ باقی ۲۵ مجرموں میں سے سات کو پھانسی، سولہ کو عمر قید، ایک کو بیس سال قید اور ایک کو سات سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ عدالت کی کارروائی ۴۸۴۱۲ صفحات پر محیط تھی۔ عدالت کا فیصلہ اکثریت کا فیصلہ تھا۔ دو ججوں، مسٹر جسٹس برنارڈ، اور مسٹر جسٹس رُولنگ نے فیصلہ سے جُزوی اور تیسرے جج مسٹر جسٹس پال نے فیصلہ سے کُلّی اختلاف کیا۔

سزاؤں کی تفصیل یہ ہے:

جنرل اراکی۔ عمر قید، جنرل دوئی ہارا۔ پھانسی، کرنل ہاشی موتو عمر قید، جنرل ہاتا۔ عمر قید، ہیرانوما۔ عمر قید، ہیروتا۔ پھانسی، ہوشینو عمر قید، جنرل اتاگاکی پھانسی، کایا۔ عمر قید، مارکوئیس کیدو۔ عمر قید، جنرل کیمورا۔ پھانسی، جنرل کوئیسو۔ عمر قید، جنرل ماتسوئی۔ پھانسی،

جنرل منامی۔ عمر قید، جنرل مُوتو۔ پھانسی، ایڈمرل اوکا۔ عمر قید، اوشیما۔ عمر قید، ساتو۔ عمر قید، شیگے متسو۔ سات سال قید بامشقت، ایڈمرل شمادا۔ عمر قید، شیراتوری۔ عمر قید، سوزوکی عمر قید، توگو۔ بیس سال قید بامشقت، جنرل ٹوجو۔ پھانسی اور جنرل اومیزو، عمر قید۔

تمام مجرموں کی طرف سے امریکی سپریم کورٹ میں اور بعد میں جنرل میکارتھر کے پاس اپیلیں دائر کی گئیں مگر بے سُود۔ چنانچہ ۲۳ دسمبر ۱۹۴۸ء کو پھانسی پانے والے تمام مجرموں کو پھانسی دے دی گئی۔